فیضان روحانی۔۔ وارث علوم امام احمد رضا، جانشین مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان

صد سالہ عرس امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے موقع پر عقیدت کا دل آویز مجموعہ

منظوم

سوانح تاج الشریعہ



فکر و قلم

خلیفہ امین شریعت / خلیفہ تاج الشریعہ — محمد اشرف رضا قادری — مرید اعلیٰ حضرت ثانی / امین شریعت

تحریک امین شریعت

بریلی شریف، یوپی

بفیضِ روحانی: وارثِ علومِ امام احمد رضا جانشینِ مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان

صد سالہ عرسِ امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے موقع پر عقیدت کا دل آویز مجموعہ

منظوم
سوانح تاج الشریعہ

فکر و قلم
خلیفۂ امینِ شریعت و خلیفۂ تاج الشریعہ
محمد اشرف رضا قادری
مدیرِ اعلیٰ سہ ماہی امینِ شریعت

تحریکِ امینِ شریعت
بریلی شریف، یوپی

© جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	:	منظوم سوانح تاج الشریعہ
مصنف	:	محمد اشرف رضا قادری
سال اشاعت	:	بموقع عرس صد سالہ امام احمد رضا و تیسرا عرس امین شریعت
تعداد بار اول	:	1000
قیمت	:	150/-
ناشر	:	تحریک امین شریعت بریلی شریف

:: ملنے کے پتے ::

- تحریک امین شریعت رائے پور چھتیس گڑھ۔ 9837817726
- امین شریعت دار المطالعہ بلودا بازار چھتیس گڑھ۔ 9584758571
- ڈالفین بک ڈپو رائے پور چھتیس گڑھ۔ 9827175631

انتساب

نبیرۂ استاذ زمن، شبیہ مفتیٔ اعظم ہند، جگر گوشۂ علامہ حسنین رضا خاں، قطب چھتیس گڑھ

حضرت علامہ الشاہ

مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ

المعروف ''امین شریعت''

و

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، قاضیٔ القضاۃ، وارث علوم امام احمد رضا، جانشین مفتیٔ اعظم ہند، مظہر حجۃ الاسلام، شہزادۂ مفسر اعظم، فخر ازہر حضرت علامہ الشاہ

مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ

المعروف ''تاج الشریعہ''

کے نام

میں جو تحریر آگے کر رہا ہوں غور سے پڑھئے

یہ ہے اختر رضا کا ذکر اچھے طور سے پڑھئے

اشرفؔ

صدائے دل

محمد اشرف رضا قادری

حوصلہ جس میں نہیں ہوتا فلک چھونے کا
وہ پرندہ کبھی پرواز نہیں کر سکتا

ایک عرصہ سے یہ خواہش دل میں مچل رہی تھی کہ اپنے مرشد گرامی حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی منظوم سوانح مبارکہ سپرد قرطاس کروں بفضلہٖ تعالی وبکرم رسول حبیبہ الاعلیٰ یہ کام بھی مرحلۂ تکمیل کو پہونچا اور تین سو تیرہ اشعار پر مشتمل منظوم سوانح امین شریعت کا دیدہ زیب گلدستہ منصۂ شہود پر آیا۔ ارباب علم ودانش اور صاحبان فکر ونظر نے مطالعے کے بعد حوصلہ افزا کلمات سے اس کام کی پذیرائی کی اور رضویات کے باب میں اسے ایک خوبصورت اضافہ قرار دیا۔ ابھی منظوم سوانح امین شریعت کی رسم اجرا بھی نہ ہو پائی تھی کہ اسی دوران عالم اسلام کی عبقری اور بلند قامت شخصیت حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری کی وفات حسرت آیات نے پوری دنیائے اسلام کو ہلا کر رکھ دیا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت سے جو سنیت کا خسارہ ہوا اس کی تلافی کے آثار بھی نظر نہیں آتے۔ خدائے عزوجل ان کے درجات ومراتب کو بلند فرمائے اور ان کا علمی فیضان پوری دنیا میں جاری وساری

رکھے۔حضورتاج الشریعہ کے وصال کے بعداکثر و بیشتر مذہبی رسائل وجرائد کے مدیران ان کی حیات وخدمات کو یکجا کر کے نمبرات کی صورت میں پیش کرنے میں جٹ گئے۔ اس فقیر کی طرف سے بھی سہ ماہی امین شریعت کے پلیٹ فارم سے ایک ضخیم ’’تصانیف تاج الشریعہ نمبر‘‘ منظر عام پر آیا،جس کی رونمائی عرس چہلم میں ہوئی۔وصال حضور تاج الشریعہ سے لیکر عرس چہلم کی تاریخ تک میں ذاتی طور پر کتنا مصروف رہا یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں۔مجھ سے جہاں تک ہوسکا ایک ضخیم نمبر کی صورت میں بارگاہ تاج الشریعہ میں خراج تحسین پیش کر کے میں نے اپنی سرخروئی کا سامان فراہم کیا۔انہیں ایام میں میرے کچھ احباب نے اس طرف توجہ دلائی اوراصرار کیا کہ جب حضور امین شریعت کی منظوم سوانح آپ نے لکھ دی ہے تو کتنا اچھا ہوتا کہ حضورتاج الشریعہ کی حیات و خدمات مبارکہ کے چند گوشوں کو نظم میں تحریر کردیتے۔چونکہ اس طرح کے کاموں سے ایک نئی تاریخ بھی رقم ہوتی ہےاورایک ریکارڈ بھی قائم ہوتا ہے۔انہیں محبت بھرے کلمات اورحوصلہ افزا جملوں نے میرے شعور کو سرودفکر عطا کیااورعرس چہلم میں بریلی شریف میں ہی میں نے فیصلہ کرلیااور بارگاہ اعلی حضرت میں دعا مانگی کہ اے خداوند عالم!اپنے ان محبوبین کے صدقے مجھے وہ قوت فکروقلم عطا فرما کہ رضااورخانوادۂ رضا کی خدمات دینیہ سے عوام الناس کو میں بھی اپنی بساط کے مطابق روشناس کراسکوں۔شاید انہیں دعاؤں کا اثر ہے کہ آج پھر صد سالہ عرس امام احمد رضا قدس سرہ کے موقع پر یہ منظوم سوانح تاج الشریعہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔میں نے حتی المقدور آسان اشعار کے ذریعے اپنی فہم وفکر کو قرطاس پر اتارنے کی کوشش کی ہے۔اب محترم قارئین ہی اس حوالے سے رائے قائم کریں گے کہ اس محاذ پہ میں کتنا کامیاب ہوسکا ہوں۔بتقاضائے بشری غلطیوں

کے امکاناتی درواہونے سے مجھے کیا کسی سلیم الطبع شخص کو انکار نہیں ہوسکتا۔اس ضمن میں بھی مجھے رائے عامہ کا انتظار رہے گا۔اس منظوم مجموعہ میں کوئی خوبی نظر آئے تو اسے حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا اور حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری کی نوازشات اور ان کی کرم فرمائی جانیں اور کوئی خامی درآئی ہو تو اسے اس فقیر کی علمی کم مائگی تصور کریں۔ بصمیم قلب دعا گو ہوں کہ مولائے قدیر میری اس کاوش فکری کو قبول ومنظور فرمائے اور تا حیات مجھے رضویاتی ادب کی نشر واشاعت کی توفیق بخشے۔میں ممنون ہوں حضور سلمان ملت علامہ شاہ سلمان رضا خاں اور شہزادۂ تاج الشریعہ قائد اہل سنت علامہ شاہ عسجد رضا خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ کا جن کے کرم کا سائبان مجھے حضور امین شریعت اور حضور تاج الشریعہ کے وصال کے بعد تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیتا۔پروردگار عالم انہیں آفاق میں جگمگا تا رکھے۔آمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیر طریقت شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ الشاہ

مفتی محمد سلمان رضا خان قادری

مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ امین شریعت بریلی شریف

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اللہ تعالیٰ کے ان ولیوں میں شمار ہوتی ہے جن کی مقبولیت کا نقش اللہ تعالیٰ دلوں میں جما دیتا ہے۔ آپ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے۔ ہر آنکھ اشکبار ہوگئی۔ دل بے قرار ہوگئے۔ اہلسنّت آپ کی رحلت کے داغ سے اب تک مضمحل ہیں۔ محفل اہلسنّت سونی سونی محسوس ہوتی ہے۔ ؎

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

عزیز مکرم مولانا محمد اشرف رضا سبطینی کہنہ مشق شاعر ہیں۔ کئی عمدہ کلام ان کے قلم سے منصۂ شہود پر آ چکے ہیں۔ ان کے کلام میں درد و سوز بھی ہے اور تڑپ بھی۔ ادبی چاشنی بھی ہے اور فنی حسن بھی۔ انقلابی فکر رکھتے ہیں۔ ان کے صحت مندانہ رجحانات کا اظہار اشعار سے بجا طور پر ہوتا ہے۔ ان کی فکر احسن و صالح ہے جس سے اشعار میں حوصلہ افزا ماحول سازگار ہو گیا ہے۔ آپ نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ اقدس میں سوانحی پہلو سے عمدہ مضامین نظم فرمائے ہیں۔ جس میں حیات اقدس کے کئی گوشے بہت خوب صورتی سے مثل موتی پروئے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کی تقویٰ شعار زندگی پر عمدہ انداز سے روشنی ڈالی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ! عزیز موصوف کی اس منظوم کاوش کو قبول فرمائے۔ انھیں

اسلاف کے نقش قدم پر چلائے اور ان کے ذریعے اسی طرح اکابر کا تذکرہ منظر عام پر آتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا کرے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

پیر طریقت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، قائد اہل سنت، شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ

مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری

مدظلہ العالی، سجادہ نشین خانقاہ تاج الشریعہ بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعزالقدر مولانا اشرف رضا قادری سلمہ الباری (خلیفۂ حضور تاج الشریعہ) کی تازہ فکری کاوش ''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' کو چیدہ چیدہ مقامات سے ملاحظہ کیا۔ خوب سے خوب تر پایا۔ یقیناً مولانا موصوف پر ابا حضور (تاج الشریعہ) علیہ الرحمہ کا خصوصی فیضان ہوا ہے کہ انہوں نے مختصر سے وقت میں ''نظم'' جیسے صنف سخن میں اتنی اہم کتاب تصنیف فرمائی۔

وصال کے بعد سے ہی عقیدت مندان اہل قلم نے حیات درخشاں کے مختلف عناوین پر خامہ فرسائی کی ہے، کسی نے نثر کی صورت میں تو کہیں قصائد و مناقب کی صورت میں۔

لیکن مولانا موصوف اس معاملہ میں مقدر کے سکندر نکلے کہ ان کی یہ فکری کاوش منظوم سوانحی تحریر کے طور پر نقش اول ہے، اب اس باب میں خامہ فرسائی کرنے والے ہر صاحب قلم کے لئے موصوف کی ذات نقش راہ بنے گی۔ کیوں کہ اس قلمی کاوش کے ذریعے موصوف نے جہان تاج الشریعہ کے اس باب میں اولیت کا مقام حاصل کرلیا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

فقیر قادری ان کے روشن مستقبل کے لئے بارگاہ مولیٰ میں دعا گو ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

مجاہد سنیت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ الشاہ

حضور سید محمد حسینی میاں اشرفی

مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ شمسیہ رائچور شریف کرناٹک

عزیز گرامی مولانا اشرف رضا سبطینی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ انھوں نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی سوانح منظوم قلم بند کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ موصوف نے اس منظوم سوانح کے ذریعے حضور تاج الشریعہ کے مبارک مشن مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت کی فکر نظم میں پیش کی ہوگی۔ جس سے اہلسنّت کو تقویت حاصل ہوگی۔

حضور تاج الشریعہ نے اپنی مبارک زندگی سے یہی درس دیا کہ دین پر استقامت اختیار کی جائے۔ ہر ہر باطل قوت سے اپنے ایمان وعمل کی حفاظت کی جائے۔ مسلک اہلسنّت جسے اس زمانے میں مسلک اعلیٰ حضرت سے جانا پہچانا جاتا ہے، پر سختی سے قائم رہا جائے۔ خود حضور تاج الشریعہ نے فرمایا تھا کہ ؎

مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

وہ خود بھی اس مبارک مسلک پر قائم رہے اور دوسروں کو اسی راہِ حق کی طرف چلنے کی نصیحت کرتے رہے۔ وہ متاعِ ایمان ایسے سلامت لے گئے کہ جو اُن کے جنازۂ

مبارک میں شریک ہوئے وہ ایمان کی تازگی محسوس کرتے ہیں۔ ؎

اختؔر خستہ چل دے جناں کو
باغِ جناں ہے کوئے محمد ﷺ

بہرحال ہمیں چاہیے کہ حضور تاج الشریعہ کی خدمات سے ایمان وعقیدے کی سلامتی کا درس لیں اوران کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت کی راہ پر چلتے رہیں۔ان شاء اللہ دوجہاں کی سرفرازی نصیب ہوگی۔اورایمان کا جوہراس دنیا سے سلامت جائے گا۔میں عزیز گرامی مولانا محمد اشرف رضا سبطینی کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حضور تاج الشریعہ کی سوانح حیات کو منظوم کیا ہے۔ان کی شاعری کی اہم خوبی سنجیدگی ہے اس لیے مجھے یقین ہے کہ ان کا یہ منظوم خراج عقیدت قبول عام حاصل کرے گا۔اللہ تبارک وتعالیٰ عزیز مکرم کی خدمات کو مقبول فرمائے اور ہمیں حضور تاج الشریعہ کی مبارک نسبت کا فیضان عطا کرے۔حضور تاج الشریعہ کے اس دعائیہ شعر پر اپنی معروضات سمیٹتا ہوں ؎

مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے

خیر سے سنیوں کی جماعت رہے

WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

تیری حیات کا ہر ایک ورق روشن ہے

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا
محمد غلام مصطفی نعیمی
(مدیر اعلیٰ سوادِ اعظم دہلی)

اپنے خیالات و مافی الضمیر کو ادا کرنے کے لئے انسان یا نثر کا سہارا لیتا ہے یا پھر بصورت نظم اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ حالانکہ نثر و نظم کے علاوہ اشارات وغیرہ سے بھی مافی الضمیر کی ادائیگی کی جاتی ہے لیکن اس کا استعمال بہت اشتثنائی صورتوں میں کیا جاتا ہے اس لئے اس پر گفتگو کا یہاں محل نہیں۔ نثر و نظم دونوں کی مافی الضمیر کی ادائیگی کا ذریعہ ہیں لیکن دونوں کے مابین کافی امتیاز و فرق موجود ہے پہلے ہم انہیں دونوں کے متعلق مختصر سا تذکرہ کریں گے تاکہ آپ ہاتھوں میں موجود اس بلند پایہ کتاب 'منظوم سوانح تاج الشریعہ' کے علمی مقام اور خصوصیات سے آشنائی حاصل کر سکیں۔

اردو ادب اور نثر و نظم:

اردو نثری ادب: اردو ادب کے دو بڑی صنف ہیں: نثر اور نظم، ان میں سے پہلا نثر یا اردو نثری ادب وسیع دائرہ رکھتا ہے۔ جبکہ نظم ایک محدود دائرہ رکھتی ہے۔

'نثر' تین حرفی لفظ ہے۔ جن میں ن، ث، ر، شامل ہیں۔ نثر اردو ادب میں خاص اہمیت کی

حامل ہے۔نثر ایک ایسی اصطلاح ہے جس میں مصنف، ادیب، یا لکھاری بغیر کسی موزوں صنعت کے اپنے خیالات ومافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے۔اردو ادب کی بنیاد دو اصناف پر پڑی ہے جن میں شاعری [نظم] اور نثر شامل ہیں۔اگر یوں کہا جائے کہ نثر اردو ادب کے ایک بازو کی حیثیت رکھتی ہے تو غلط نہ ہوگا۔اردو ادب کو اگر شاعری نے عروج تک پہنچایا ہے تو نثری ادب نے بھی اس کے عروج کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

اردو نثر میں مصنفین اپنے خیالات کا اظہار علمِ بیان کے سانچوں میں ڈھال کر بیان کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔دورِ جدید میں شاعری کی نسبت نثر عام عوام کو زیادہ متاثر کرتی نظر آتی ہے۔نثر کو اب مزید شاخوں میں تقسیم کیا جا چکا ہے جن میں اردو تحقیق، اردو تنقید، اردو طنز ومزاح، انشائیہ، ناول، افسانے، مضامین، افسانچے، آپ بیتیاں، رپورٹ، سفرنامے، مقالے، مکالمے، اور صحافتی کالم شامل ہیں۔

وجہ تسمیہ:

فرہنگ عامرہ کے مطابق نثر کے معنی ہیں' بکھری ہوئی چیز' بکھیرنا، چھڑکانا۔جبکہ ادبی اعتبار سے نثر کے معنیٰ ہیں: سخن پاشیدہ، وہ عبارت جو نظم نہ ہو، غیر منظوم تحریر۔یعنی ادب کا وہ پہلو جو ایک نظم وضبط نہ رکھتا ہو اور بکھرا بکھرا ہو وہ نثر کہلاتا ہے۔

عام طور پر نثر و نظم کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ نثر ایسا کلام ہے جس میں وزن اور قافیہ نہیں ہوتا، اور نظم وہ صنف سخن ہے جس میں وزن وقافیہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔یہ تفریق عام طور پر تو درست ہے لیکن 'نثر مرجز' جو نثر کی ہی ایک قسم ہے، اس میں وزن پایا جاتا ہے، اور 'نثر مقفیٰ' میں قافیہ ہوتا ہے۔'نثر مقفیٰ' بھی نثر کی ہی ایک قسم ہے۔اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ نثر اور نظم میں کوئی ایسا قابل ذکر ہیئتی فرق باقی نہیں رہتا جس کی بنا پر

دونوں کو ممیز کیا جا سکے۔مشہور انگریزی ادیب ایڈورڈ البرٹ (Adverd Alburte) نے نظم اور نثر میں ہیئت کے اعتبار سے امتیاز کرنے کی کوشش اس طرح کی ہے:

☆نظم میں وزن ہوتا ہے، جب کہ نثر میں وزن نہیں ہوتا۔

☆عام طور پر نظم میں قافیہ ہوتا ہے۔جب کہ نثر میں قافیہ نہیں ہوتا۔

☆ایسی نثر جس میں وزن ہو یا قافیہ ہو، نظم سے اس طرح ممتاز کی جا سکتی ہے کہ عام طور پر نظم میں کوئی خاص بحر پائی جاتی ہے اور اس کو اشعار یا مصروں میں لکھا جاتا ہے جب کہ نثر میں یہ شرطیں نہیں ہوتیں۔لیکن اس بات کا خصوصی دھیان رکھنا چاہئے کہ نظم اور نثر میں بیّن اور ہمیشہ صحیح ثابت ہونے والا ہیئتی فرق دریافت کرنا محال ہے۔اس لیے نثر و نظم کا امتیاز معنوی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ جہاں تک اسلوب کا سوال ہے نظم اور نثر کے فاصلے آسانی سے متعین نہیں کیے جا سکتے۔تاہم اصولی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ

☆نظم کے اسلوب میں رفعت اور عظمت نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔

☆نظم میں شاعرانہ رعایتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے جنھیں شاعر کے لیے جائز رکھا گیا ہے مثلاً وہ فعل اور اس کے متعلقات کی نحوی ترتیب سے انحراف کرتا ہے جب کہ نثر کے جملوں میں فعل اور اس کے متعلقات مبتدا اور خبر اپنے اپنے مقام پر ہوتے ہیں۔

☆نظم کا اسلوب بعض اوقات نثر کی نسبت زیادہ قدامت کا تاثر دیتا ہے (غالباً یہاں قدامت سے مراد لسانی قدامت ہے۔اور نقاد موصوف نے یہ بات خاص طور پر انگریزی شاعری کے حوالے سے کہی ہے)

جہاں تک غایت اور مواد کا تعلق ہے نظم اور نثر میں یہ فرق ہے کہ:

☆نظم قاری کو مسرت بہم پہنچانے کی کوشش کرتی ہے جبکہ نثر کا بنیادی فریضہ معلومات بہم پہنچانا ہے۔

☆فنکار کی شخصیت اوراس کے ذاتی جذبات نظم میں زیادہ داخل ہوتے ہیں جبکہ نثر میں یہ کم دخل رکھتے ہیں۔

☆مختلف نقادوں اور خاص طور پر ڈاکٹر سید عبداللہ نے نظم اور نثر کے درمیان فاصلے متعین کرتے ہوئے جو جواز پیش کئے ہیں وہ رج ذیل ہیں:

☆نظم میں جذبہ مستقل حیثیت رکھتا ہے۔

☆نثر میں جذبہ عارضی مہمان کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔

☆نظم بنیادی طور پر دل کی گہرائیوں سے تعلق رکھتی ہے۔

☆نثر ذہن کی گہرائیوں سے تعلق رکھتی ہے۔

☆نظم میں زندگی تخیل کے عمل سے گزر کر اپنا آب ورنگ باقی رکھتی ہے۔

☆نثر حقیقت کے تقاضوں کے باعث گویائی کی اسیر ہے۔

☆نظم ہمارے علم میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔

☆نثر ہماری معلومات میں اضافہ کرتی ہے۔

☆نظم حساس صورتوں کا سہارا لیتی ہے۔

☆نثر موجودہ حقائق سے وابستہ ہوتی ہے۔

☆نظم میں مواد کی تخلیق ہوتی ہے۔

☆نثر میں مواد کی تعمیر ہوتی ہے۔

☆نظم کا مقصد مسرت پیدا کرنا ہے۔

☆نثر کا مقصد کسی غرض کی تکمیل کرنا ہے۔

☆نظم کا موضوع ادبی ہوتا ہے۔

☆نثر کا موضوع بعض اوقات ادبی نہیں ہوتا۔

☆نظم میں لفظوں فقروں اور جملوں کی منطقی اور نحوی ساخت سے انحراف روا رکھا جاتا ہے جو حسن کا باعث بنتا ہے۔

☆نثر لفظوں، فقروں اور جملوں کی منطقی اور نحوی ساخت پر اصرار کرتی ہے۔

☆نظم کے لیے کسی نہ کسی شکل میں عروضی اوزان کی پابندی لازم ہے۔

☆نثر پر ایسی کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔

☆بعض اوقات نظم کو پر اثر بنانے کے لیے نثر نگار بھی جذبہ اور تخیل سے کام لیتا ہے۔ایسی نثر شاعرانہ نثر کہلاتی ہے۔ریاضی، سائنس، فلسفہ اور عام کاروباری معلومات سے متعلق تحریریں خالص نثر کی نمائندگی کرتی ہیں۔(ماخوذ از مضمون سید مشیر علی جعفری)

نظم کی تعریف واقسام:

نظم کے معانی:

1۔کلام موزوں 2۔شعر 3۔انتظام، بندوبست 4۔ پرونا، موتیوں کو تاگے میں پرونا

نظم سے مراد ایسا صنف سخن ہے جس میں کسی بھی ایک خیال کو مسلسل بیان کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں کہیں تو نظم ایک منظم کلام کا نام ہے۔بلحاظ موضوع نظم کی نو قسمیں ہیں:

۱،حمد۔ ۲،نعت۔ ۳،غزل۔ ۴،قصیدہ۔ ۵،مرثیہ۔ ۶،شہر آشوب، ۷، واسوخت۔

۸، گیت۔ ۹، ہجو

سوانحی تحریرات:

سیرت وسوانح کی کتابیں عموماً نثری پیرایہ میں لکھی جاتی ہیں اوراسی میں لکھنا آسان بھی تصور کیا جاتا ہے۔کیوں کہ سیرت کا تعلق شخصیت سے ہوتا ہے،جیسا صاحب سیرت ہوتا ہے ویسا ہی انداز بیاں سیرت نگاری کا ہوتا ہے۔چونکہ شخصیت کے کئی حصے ہوا کرتے ہیں کچھ شخصیات اتنی تہہ دار ہوا کرتی ہیں کہ ان پر گفتگو کرنا خاصے کا کام ہوتا ہے۔اس لئے جملہ جہات پر بکمالہ گفتگو کرنے کے لئے نثری پیرایہ ہی موزوں ومناسب ہوتا ہے۔ اسی لئے اکثر سیرت کی کتابیں نثری ادب میں ہی لکھی جاتی ہیں کیوں کہ کسی بھی شخصیت کے جملہ جہات کا احاطہ کرنے کے جس آزادی صنف کی ضرورت پیش آتی ہے وہ نثری ادب میں ہی ممکن ہے۔یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بھلے ہی نثر کے لئے کسی بحر اور ردیف کی ضروت نہیں ہوتی لیکن نثر کو جاذب اور پر کشش بنانے کے لیے قلم کی روانی،محاورات واستعارات کا برمحل استعمال،آہنگ اوراعلیٰ درجے کا تخیل ضروری ہوتا ہے۔جس قدر زبان پر عبور ہوگا اور تحریر میں جتنی روانی ہوگی اسی درجہ کی نثری تحریر وجود میں آئے گی۔

منظوم سوانحی تحریر:

جس طرح 'نثر' ادب عالیہ کی اہم صنف ہے اسی طرح نظم بھی ادب کا نمایاں حصہ ہے۔یوں کہہ لیں کہ ادب کے عروج کا ایک بڑا ذریعہ 'نظم' ہی ہے۔یہی وہ صنف سخن ہے جو خواص سے لیکر عوام تک کی زبانوں پر چڑھ جاتی ہے۔نثر سے جہاں زیادہ تر خواص ہی واقف ہوتے ہیں مگر نظم سے عوام بھی بخوبی وابستہ ہوتے ہیں۔اسی لئے نثر کے مقابلے نظم زیادہ مقبول اور عام ہوتی ہے۔حالانکہ نظم میں ایک ہی خیال کو مسلسل بیان کیا جاتا ہے اور

اس میں ردیف وقافیہ کی حد بندی لازم ہوتی ہے۔اس لئے 'بصورت نظم' سوانحی تحریر لکھنا بڑے دل جگر کا کام ہے۔ کیوں کہ ایک ہی عنوان پر تسلسل سے اشعار کہنا،شخصیت کے اہم حصوں پر کلام کرنا بہت زیادہ ذہنی مشقت اور خون جگر جلانے والا عمل ہے۔اسی لئے ذخیرہ نظم میں سوانح پر بہت کم منظوم کلام نظر آتے ہیں۔لیکن ادبا کی بھیڑ میں کئی جیالے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے ممدوحین کے لئے آرام کو تج کر چراغ وفا کو روشن کرتے ہیں،روشنی کے لئے خون جگر ڈالتے ہیں اور پھر قلم اٹھا کر عشق ووفا کی تاریخ رقم کرتے ہیں تب کہیں جا کر کوئی منظوم سوانح وجود میں آتی ہے۔

محترم ناظرین کرام!!

اس وقت جو کتاب ''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' آپ کے ہاتھوں کی زینت بنی ہوئی ہے اس کے مرتب حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری زید حبہ ہیں۔موصوف جواں سال اور بلند حوصلہ عالم دین کے طور پر سامنے آئے ہیں اور پچھلے کچھ وقت میں اہل سنت کے جن نوجوانوں کی کھیپ نے اپنے علم وفن اور قلمی وتبلیغی خدمات سے جماعت کی امیدوں کو پر لگائے ہیں موصوف بھی اسی جماعت کا ایک نمایاں چہرہ ہیں۔جنہوں نے بہت ہی مختصر عرصے میں اپنی اخاذ طبیعت اور محنت شاقہ کی بدولت کئی اہم علمی شہ پاروں کو باذوق قارئین کے سامنے جدید انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔اور ابھی بھی یہ علمی سفر پورے ذوق وشوق کے ساتھ جاری ہے۔

مولانا موصوف آبائی طور پر صوبہ چھتیس گڑھ کے ضلع بلودا بازار کے رہنے والے ہیں۔نصیب کے دھنی اور قسمت کے سکندر نکلے کہ شبیہ مفتی اعظم امین شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں قادری کی پر فیض صحبت میسر آئی۔اسی صحبت بابرکت

نے اس سونے کو کندن بنا دیا۔اور پھر اس سونے کی قیمت و چمک وقت کے ساتھ بڑھتی ہی چلی گئی اور آج عالم یہ ہے کہ قلم کی رفتار کے آگے کتابوں کے صفحات تنگ دامنی کا شکوہ کر رہے ہیں۔ادھر کسی چیز کا تہیہ کرتے ہیں کہ چند دن بعد ہی کتاب کے مکمل ہونے کی خبر سناتے ہیں یہ بلاشبہ فیضان امین شریعت اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نگاہ عنایت کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ ؎

چھو لیا ہے کسی فنکار کے ہاتھوں نے مجھے
ورنہ پتھر بھی کہیں تاج محل ہوتا ہے

مولانا اشرف رضا صاحب کے قلم نے پچھلے کچھ وقت سے جس برق رفتاری کا مظاہرہ کیا ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قریب تین ماہ کے مختصر عرصے میں انہوں نے ۶۰۰ رصفحات پر مشتمل 'تصانیف تاج الشریعہ نمبر، منظوم سوانح امین اشریعت [صفحات ۱۱۲] استاذ زمن نمبر [صفحات ۸۰۴] اور اب قریب ۱۰۴ رصفحات پر مشتمل 'منظوم سوانح تاج الشریعہ' اہل علم کی بارگاہ میں پیش کر دی ہے۔ع

آفریں ہے اس ہمت مردانہ پر

قلم کی یہ برق رفتاری اس وقت سامنے آئی ہے جب قلب وجگر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت سے نڈھال اور بے کل ہیں۔ ہر خاص و عام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے جشن صد سالہ کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ایسے میں یہ حادثہ جانکاہ پیش آیا جس نے پوری سنیت کو یتیم کر دیا اور شرق تا غرب ملت اسلامیہ درد و کرب میں ڈوب گئی لیکن ایسے نازک وقت میں بھی کچھ احباب نے حواس پر قابو رکھا اور اپنے ممدوحین کے مشن کو مدنظر رکھتے ہوئے آنسوؤں کو پی کر قلم سنبھالا، اپنی سسکتی آہوں کو سینے میں جذب کیا، دل

میں اٹھنے والی درد کی لہروں کو برداشت کیا اور بھری آنکھوں، مغموم دل اور لرزتے ہاتھوں کے ساتھ قلم اٹھا کر اپنے ممدوحین کی بارگاہ میں سچا خراج عقیدت پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ بھلے ہی یہ شجر سایہ دار اب نگاہوں سے روپوش ہو گئے لیکن جن ننھے پودوں کو انہوں نے لگایا تھا اب وہ ملت اسلامیہ کی خدمت کے لئے ذہنی طور پر مکمل تیار ہیں۔اور اب ان پودوں نے بال و پر نکال کر سایہ دار ہونے کا سفر شروع کر دیا ہے۔

تاج الشریعہ کی شخصیت اور اہل علم کا خراج تحسین:

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شخصیت اتنی تہہ دار اور کثیر الجہات ہے کہ جس پر گفتگو کرنے کے لئے صاحب قلم کا خود بھی علم وفن کا دھنی ہونا لازم ہے۔یوں تو تاج الشریعہ کی حیات میں ہی آپ کی شخصیت اور علمی کارناموں پر اہل علم نے تحقیقی کام شروع کر دئے تھے۔لیکن آپ کے وصال کے بعد ترجیحی بنیادوں اور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ملک و بیرون ملک کئی رسالوں نے آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں پر شایان شان ''خصوصی نمبرات'' نکال کر خراج عقیدت پیش کیا اور ان کی سوانحی زندگی پر مختلف انداز سے تجزیاتی اور تحقیقی تحریریں لکھی گئیں۔فقیر کی ناقص معلومات کے مطابق ملک و بیرون ملک سے قریب ۱۶/رسائل نے حضور تاج الشریعہ کی حیات وخدمات پر خصوصی شمارہ نکال کر خراج عقیدت پیش کیا ہے،ان رسائل کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱) ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

(۲) سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

(۳) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

(۴) ماہنامہ کنز الایمان دہلی

(۵) ماہنامہ فیضان شریعت دہلی

(۶) سہ ماہی سوادِ اعظم دہلی

(۷) ماہنامہ سنی دعوت اسلامی ممبئی

(۸) سالنامہ تجلیاتِ اہل سنت بریلی شریف

(۹) ماہنامہ پیغام رضا اجین ایم پی

(۱۰) انوار تاج الشریعہ نمبر پونہ مہاراشٹر

(۱۱) ماہنامہ احساس [ہندی] جے پور راجستھان

(۱۲) دوماہی رضائے مدینہ جمشید پور جھارکھنڈ

(۱۳) معارف تاج الشریعہ پٹنہ بہار

(۱۴) سالنامہ خزائن العرفان

(۱۵) ماہنامہ پیغام رسول [ہندی]

(۱۶) دوماہی الرضا انٹرنیشنل، پٹنہ بہار

رسائل کے علاوہ مختلف اہل قلم نے انفرادی طور پر حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں سوانحی، تحقیقی اور مناقب کی شکل میں خراج عقیدت پیش کیا ہے اور یہ سفر ہنوز جاری ہے۔

صاحب کتاب ایک نظر میں:

کتاب کی ورق گردانی سے پہلے آیئے صاحب کتاب کے بارے میں چند چیزیں جان لیں تاکہ آپ کو صاحب کتاب کے علمی خدوخال بھی یاد رہیں۔ مرتب کتاب کا ایک مختصر سا تعارف یہاں درج کیا جاتا ہے:

نام: محمد اشرف رضا قادری۔

تخلص: اشرفؔ۔

تاریخ پیدائش: ۹، اگست ۱۹۸۸ء

مکمل پتہ: بلودا بازار ضلع بلودا بازار چھتیس گڑھ

مادر علمی: ادارہ شرعیہ دار العلوم انوارِ مصطفیٰ رائے پور چھتیس گڑھ

تعلیمی لیاقت: عالمیت، فضیلت۔

مصروفیات: درس وتدریس، تصنیف وتالیف، امامت وخطابت، تبلیغ واشاعت اور شعرو شاعری وغیرہ

شرف بیعت: حضور امین شریعت علامہ الشاہ سبطین رضا خان قادری علیہ الرحمہ

اجازت وخلافت: (۱) حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خان علیہ الرحمہ [۱۳ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۲۰۰۹ء]

(۲) حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ

(۳) مجاہد سنیت حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں دام ظلہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ شمسیہ رائچور شریف کرناٹک [یکم ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ نومبر ۲۰۱۷ء]

تصنیف وتالیف: امین شریعت نمبر صفحات 704 (بموقع پہلا عرس امین شریعت)، تصانیف تاج الشریعہ نمبر صفحات 600 (بموقع عرس چہلم حضور تاج الشریعہ)، مقالات امین شریعت صفحات 193۔ منظوم سوانح امین شریعت صفحات 112۔ منظوم سوانح تاج الشریعہ صفحات 104۔ اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کیوں؟ صفحات 37۔ سنی اور وہابی عقیدے کے آئینے میں صفحات 32.

زیر ترتیب: استاذ زمن نمبر تقریباً 804 صفحات۔ مقالات حسینی صفحات تقریباً 700،

حکمت امین شریعت تقریبا1500 صفحات، خطبات امین شریعت تقریبا200 صفحات، نبوت کے تین امیدوار صفحات150۔ اے عشق تیرے صدقے (نعتیہ مجموعہ 200 صفحات)

اعزاز: امین شریعت اوارڈ۔ امین شریعت نمبر کی حسن ترتیب بدست شہزادہ امین حضرت علامہ سلمان رضا خاں صاحب قبلہ بمقام بلودا بازار

ادارتی خدمات: چیف ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت (اردو) بریلی شریف

چیف ایڈیٹر ماہنامہ امین شریعت (ہندی) چھتیس گڑھ

سطور بالا میں صاحب کتاب کے بارے میں پڑھ کر یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ مولانا اشرف رضا قادری جو اس وقت عمر کی 30 ویں بہار میں ہیں لیکن اوائل عمر میں ہی پختہ کار صاحب قلم کے طور پر اپنی ایک مضبوط شناخت بنا چکے ہیں۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں:

چونکہ یہ کتاب نظم کے پیرایہ میں لکھی گئی ہے اس لئے اس میں تاج الشریعہ کی شخصیت کے وہ حصے شامل نہیں ہیں جن کا تعلق خالص تحقیق و تدقیق سے ہے، کیوں کہ نظم کا دائرہ جن پابندیوں کا مطالبہ کرتا ہے اس میں ان سارے امور پر کلام ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن مولانا اشرف صاحب کے حوصلے کی داد دینا ہوگی کہ انہوں نے تاج الشریعہ کی شخصیت کے نچوڑ کو اپنی شاعرانہ مہارت سے اس طرح پیش کیا ہے کہ پڑھنے کے بعد سطح ذہن پر حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کے اہم گوشے نقش ہو جاتے ہیں۔ خود مرتب کتاب کہتے ہیں:

حوصلہ جس میں نہیں ہوتا فلک چھونے کا
وہ پرندہ کبھی پرواز نہیں کر سکتا

اپنے شعر کے مطابق ان کے تخیل نے خوب پرواز کی ہے اور مدحت تاج الشریعہ کے آسمان کو چھونے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ مرتب کتاب کو اس منظوم کتاب کا خیال کب آیا اس کے بارے میں خود ہی لکھتے ہیں:

’’میرے کچھ احباب نے اس طرف توجہ دلائی اور اصرار کیا کہ جب حضور امین شریعت کی منظوم سوانح آپ نے لکھ دی ہے تو کتنا اچھا ہوتا کہ حضور تاج الشریعہ کی حیات وخدمات مبارکہ کے چند گوشوں کو نظم میں تحریر کر دیتے۔ چونکہ اس طرح کے کاموں سے ایک نئی تاریخ بھی رقم ہوتی ہے اور ایک ریکارڈ بھی قائم ہوتا ہے۔ انہیں محبت بھرے کلمات اور حوصلہ افزا جملوں نے میرے شعور کو سرود فکر عطا کیا اور عرس چہلم میں بریلی شریف میں ہی میں نے فیصلہ کرلیا اور بارگاہ اعلی حضرت میں دعا مانگی کہ اے خداوند عالم! اپنے ان محبوبین کے صدقے مجھے وہ قوت فکر وقلم عطا فرما کہ رضا اور خانوادۂ رضا کی خدمات دینیہ سے عوام الناس کو میں بھی اپنی بساط کے مطابق روشناس کرا سکوں۔‘‘

[منظوم سوانح تاج الشریعہ: ص٦]

ساعت قبولیت میں مانگی گئی دعا رد نہ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے صدقے مصنف کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے قلم کو وہ روانی عطا کی کہ چند ہی ایام میں ایک بلند پایہ منصۂ شہود پر آ گئی۔ جس کے لئے عام حالات میں کافی وقت درکار ہوتا۔ ذالك فضل الله یو تیہ من یشاء۔

کتاب کے محاسن:

کسی کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ مانی جاتی ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے اکتاہٹ کا احساس نہ ہو۔ بلکہ ہر آنے والا صفحہ **ھل من مزید** کا مطالبہ کرے۔ چونکہ نظم

میں جذبات کا دخل زیادہ ہوتا ہے اس لئے اگر کوئی کتاب ہاتھوں میں ہو اور دل اسے مکمل کئے بغیر رکھنے پر آمادہ نہ ہو تو سمجھ لیا جائے کہ مصنف نے اپنے مخلصانہ جذبات کو بڑی سلیقہ مندی سے صفحۂ قرطاس پر اتارا ہے۔

اس کتاب کو پڑھتے ہوئے صدائے دل یہی ہوتی ہے کہ کتاب کو مکمل کر لیا جائے۔ بلاشبہ مصنف نے تخیل کے خوب صورت تانے بانے کو بڑی سلیقہ مندی کے ساتھ وزن اور بحر کی لَے کے ساتھ خوب صورت موتیوں کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ جس کا ایک ایک دانہ دل کو لبھاتا ہے، نگاہوں کو خیرہ کرتا ہے اور قلب وذہن کو راحت وسکون پہنچاتا ہے۔

چند خصوصیات:

☆ پوری کتاب میں سادہ اور عام فہم لفظوں کا استعمال کیا گیا ہے جو مقتضائے حال کے مطابق بھی ہے۔ چونکہ یہ کتاب خواص کے لئے نہیں بلکہ عوام الناس کے لئے لکھی گئی ہے اوران کے فہم کا خیال رکھنا ایک زیرک مصنف کی نشانی ہے۔

☆ کتاب میں تاج الشریعہ کی ان خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے جو عوام کے لئے زیادہ مفید اور کارآمد ہیں مثلاً نمازوں کی پابندی اور جماعت کا اہتمام وغیرہ۔ جیسا کہ مصنف نے بیان کیا ہے:

سفر میں یا حضر میں جب کبھی وقت نماز آتا
مصلی بندگی کے واسطے حضرت کا بچھ جاتا
نمازیں باجماعت وہ ادا کرتے تھے مسجد میں
وہ سنت اور واجب بھی پڑھا کرتے تھے مسجد میں

☆ کتاب کی سادگی اور سلاست بھی قابل دید ہے۔ مصنف بڑی روانی اور چابکدستی سے

اپنے مافی الضمیر کو ادا کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ کسی منظوم تحریر کی مقبولیت کے لئے سلاست لازمی ہے ورنہ قاری بہت جلد اکتا کر کتاب سے کنارہ کر لیتا ہے۔ بطور نمونہ یہ شعر ملاحظہ کریں:

خدا کے نام سے تحریر کا آغاز کرتا ہوں
تخیل با وضو رکھتے ہوئے پرواز کرتا ہوں

اس شعر میں غور کریں کہ مصنف نے کتنی روانی کے ساتھ مفہوم حدیث کو بیان کیا ہے۔ فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: **کل امر ذی بال لا یبدأ ببسم اللہ فھو اقطع۔** (مسند احمد)

ہر وہ امر ذیشان جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نام سے نہ کیا جائے وہ نامکمل و ناقص ہوتا ہے۔ مذکورہ شعر کے مصرعہ اول میں مصنف نے مفہوم حدیث کو جتنی آسانی اور سلاست کے ساتھ بیان کیا ہے وہ قابل دید ہے۔ یہی سلاست پوری کتاب میں نظر آتی ہے۔

☆ مصنف نے مختلف روایتوں کے مابین صحیح روایت کو بڑے احسن انداز میں بیان کیا ہے حالانکہ نثر میں اس طرح کی مختلف روایتوں کی تطبیق و تصحیح خاصے الفاظ کا احاطہ کرتی ہے۔

☆ اہم تاریخی واقعات کو بڑے حسین انداز اور بہت آسان پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ تاج الشریعہ کو حضور مفتی اعظم کا خلافت عطا کرنے کا واقعہ ایک اہم اور تاریخی واقعہ ہے اس تاریخی واقعے کو مصنف نے اس انداز میں بیان کیا ہے:

تھا پندرہ جنوری انیس سو باسٹھ کا پیارا دن
عجب تھی نور کی برسات ساری رات سارا دن

عمامہ مفتی اعظم نے باندھا اپنے اختر کو
دعائیں دے رہے تھے اہل محفل فخر ازہر کو

مذکورہ دونوں شعروں میں مصنف نے بڑی چابکدستی سے دو اہم تاریخوں کی جانب اشارہ کیا ہے۔ اولاً آپ کو خلافت تفویض کئے جانے کی تاریخ، ثانیاً آپ کو مادر علمی جامعہ ازہر سے ملنے والے ''فخر ازہر'' اوارڈ کا تذکرہ۔ دونوں ہی اہم واقعات کو بڑی خوبی کے ساتھ استعمال کرنا یقینا مصنف کی قادر الکلامی پر دال ہے۔

☆ اس سوانحی مجموعے میں آپ کی فقیہانہ، قائدانہ اور درسی زندگی پر بھی خوب روشنی ڈالی ہے۔ شخصیت کے یہ تینوں حصے نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ دوران کلام کئی اہم شخصیتوں کا تذکرہ ''سیرت نگاری'' کے تقاضوں کی تکمیل اور مصنف کے وسیع المطالعہ ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

☆ کلام میں آمد کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے، آورد کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ یہ بلاشبہ کمال فن سے زیادہ کمال فیض کی جلوہ سامانی ہے۔

☆ اہم واقعات کو تاریخ کے ساتھ بیان کیا ہے جو عوام کے لئے زیادہ ضروری تھا۔

☆ عوامی ذوق کے مدنظر عام فہم لفظوں کا استعمال کیا ہے جیسے بیان انکار کیلئے 'نہ' کی جگہ 'مت' کا استعمال۔

کل ملا کر کتابوں کی بھیڑ میں یہ کتاب ایک مفید اور خوب صورت اضافہ ہے۔ جس کے لئے مولانا اشرف رضا قادری صاحب لائق تحسین اور قابل داد ہیں جنہوں نے نہایت ہی قلیل وقت میں ایک بلند پایہ کتاب تصنیف فرما کر جہاں بارگاہ تاج الشریعہ میں خراج عقیدت پیش کیا، وہیں علم وادب کے خزانے میں ایک بیش بہا اضافہ کا اعزاز بھی

حاصل کیا۔

مولانا موصوف ذی استعداد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خلیق وملنسار اور متواضع طبیعت کے مالک ہیں۔ جو سادگی و پرکاری ان کی تحریر میں نظر آتی ہیں وہی سادگی ان کی زندگی میں دکھائی دیتی ہے۔ حد درجہ مہماں نواز، خوش اخلاق، ہر وقت مسکرانے والا چہرہ علما نوازی، یہ سب اوصاف مولانا موصوف کی فطرت کا لازمہ ہیں۔۔ موصوف فطری طور پر ایک متدین اور مخلص گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ اکابر علما و مشائخ کی بارگاہوں سے اکتساب فیض اور خدمت گزاری انہیں ورثہ میں ملی ہے، خود ہی بیان کرتے ہیں:

ثنا گوئی، ثنا خوانی میرا پیشہ ہے آبائی
مری تخیل نے اس کی بدولت ہی جلا پائی
خدا کا فضل ہے اس قوم سے میرا تعلق ہے
سدا عظمت شناسی میں جسے حاصل تفوق ہے

جس بندے کو وراثت میں اہل اللہ کی خدمت گزاری اور رتبہ شناسی ملی ہو یقیناً وہی شخص یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہے:

مچلتا شوق ہے دل میں میرے مدحت نگاری کا
مجھے ہے حوصلہ باغ سخن کی حسن کاری کا

اسی ''مدحت نگاری اور حسن کاری'' کے جلوے جا بجا کتاب میں نظر آتے ہیں جو پڑھنے اور گنگنانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس اہم کتاب کی تصنیف اور بروقت اشاعت پر موصوف جماعت کی جانب سے شکریہ اور مبارکباد کے حق دار ہیں۔

فقیر اسیر صدر الافاضل گدائے کوچہ رضا اس موقع پر موصوف کی خدمت میں ہدیۂ تبریک

پیش کرتا ہے۔امید ہے آنے والے وقت میں یہ 'اشرف قلم' مزید کئی علمی نگارشات قوم کی خدمت میں پیش کرے گا۔

یہی دعا ہے سلامت رہے ترا خامہ
ترے شعور کا اشرف جہاں میں نام رہے

غلام مصطفیٰ النعیمی

مؤرخہ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ

10 اکتوبر 2018ء بروز بدھ

منظوم خراج عقیدت: عمدہ کوشش

نبیرۂ شہنشاہ کوکن خلیفۂ امین شریعت وتاج الشریعہ

حضرت علامہ ومولانا ابوالحسنین سید آل رسول عبدالقادر

جیلانی بغدادی (ممبئ مہاراشٹر)

پیش نظر کتاب ''منظوم سوانح سرکار تاج الشریعہ'' حضرت مولانا محمد اشرف رضا سبطینی کے رشحاتِ قلم وافکارِ تاباں کا عمدہ وممتاز ومرصع مرقع ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے مرشد اجازت قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کے کئی گوشوں کو شعری پیرہن زیب کرایا ہے۔ یہ بھی ایک عمدہ خراج عقیدت ہے کہ منثور سوانحی کتابوں کے ساتھ ساتھ؛ منظوم سوانحی گوشوں کو اجاگر کیا جائے اور اہلِ علم وادب کے لیے مطالعہ کے کئی ابواب وا کیے جائیں۔

رواں صدی میں اکابر اہلِ سنّت کی صف میں حضور تاج الشریعہ کا مقام نمایاں و منفرد ہے۔ آپ کے تفقہ، استقامت فی الدین، تقویٰ، طہارت، پاکیزہ حیات، تحقیقی قلم، فتاویٰ کی انفرادیت کا شہرہ سمتوں میں ہے۔ آپ اپنی ذات میں ایک جہان ہیں۔ ایک انجمن ہیں۔ ایک بزم ہیں۔ ایک پوری اکیڈمی کا جو کام تھا وہ آپ نے تن تنہا کیا۔ عرب وعجم میں جو مقبولیت عامہ حضور تاج الشریعہ کو حاصل تھی وہ بھی بے مثل ہے۔ عدیم

النظیر ہے۔آپ مقبولیت کی عظیم منزل پر فائز ہیں۔آپ کے افکار نے ایمان کے گلشن میں بہاروں کا قیام کیا۔آپ کی ہمہ جہت شخصیت ایسی ہے کہ ہر ہر پہلو کا اجاگر کیا جائے۔ سوانحی گوشوں کو تحریر کے سلسلے سے مربوط کیا جائے۔منظوم خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ یہ کتاب آپ کے سوانحی گوشوں کو نمایاں بھی کرتی ہے اور نظم میں آپ کے افکار عالیہ کی ترجمان بھی ہے۔

چند خصوصیات:

[۱] منظوم سوانح سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی یوں تو بہت سی خصوصیات و امتیازات ہیں۔زیادہ نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اشعار میں سنجیدہ مضمون نظم کیا گیا ہے۔جس سے سوانح کی علمی حیثیت بلندی پاتی ہے۔

[۲] حقائق کے بیان میں سادگی ہے۔تصنع اور بناوٹ و اداکاری کا شائبہ نہیں۔

[۳] حیاتِ حضور تاج الشریعہ کا بیان خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی آفاقی خدمات کے تناظر میں کیا گیا ہے۔

[۴] تصلب دینی،تفقہ،بصیرت و استقامت کے پہلو خصوصیت سے بیان کیے گئے ہیں۔

[۵] اشعار میں روانی ہے۔تسلسل ہے۔ارتباط ہے۔جس سے فضا کہیں بوجھل نہیں ہوتی۔ثقالت نہیں ہے۔تفہیم بہ آسانی ہوتی ہے۔تمثیل میں چند اشعار ملاحظہ کیجیے ؎

مچلتا شوق ہے دل میں مرے مدحت نگاری کا
مجھے ہے حوصلہ باغِ سخن کی حسن کاری کا
بشکل نظم یہ مدحت ولی ابن ولی کی ہے

سوانح حضرت اختر رضا خاں ازہری کی ہے
وہ شہرت کے فلک پر مثل انجم جگمگاتے ہیں
نہ جانے کتنے ذرے ان کے در سے فیض پاتے ہیں

[٦] زبان عام فہم، سادہ، رواں دواں ہے۔ تکلف وآورد وغیر ضروری مضامیں کا گمان نہیں۔ تصنع و بناوٹ کا شائبہ نہیں۔ کذب کا گزر نہیں۔ ہر ہر مصرع حقیقت کا غماز اور عقیدت ومدحت کا رمز آشنا ہے۔

[۷] اشعار میں فنی التزام، شعری اہتمام، ادبی محاسن کا استعمال بڑی چابک دستی ومشاقی سے کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری نظم پڑھ جائیے۔ نہ روانی متاثر ہوتی ہے۔ نہ ہی فضائے بسیط میں کہیں لچک اور کم زوری آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جمیع اشعار منسلک وموتیوں کی مالا کی مثل پروئے ہوئے ہیں۔

[۸] یوں تو حضور تاج الشریعہ کی حیاتِ طیبہ سے متعلق، آپ کے عرس صد سالہ امام احمد رضا کے موقع پر، درجنوں کے حساب سے کتابیں شائع ہو رہی ہیں تاہم منظوم سوانحی پہلو سے حضور تاج الشریعہ پر شاید یہ پہلی کتاب ہے، ہاں! مناقب کے ایک مجموعے کی اشاعت کی اطلاع ہے۔

[۹] آفاقی فکر، وسعتِ بیاں کا پہلو بھی اہمیت کا حامل ہے۔ شاعر نے وسیع میدان چنا ہے۔ محض سوانحی پہلوؤں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اثرات، ہمہ گیریت، مقبولیت، شہرت، دوام، تعلیمات، تفکرات کو بھی عنوان بنایا ہے۔ جس سے نظم میں کمال پیدا ہوتا ہے اور ندرتِ تخیل کو داد دینے کو جی چاہتا ہے۔

(۱۰) حضور تاج الشریعہ کی قائدانہ اصابت فکر کو بھی عمدہ پیرایے میں نظم کیا ہے۔

ازیں قبل مولانا محمد اشرف رضا سبطینی نے حضور امین شریعت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کو نظم میں بیان کیا۔ جس کی مقبولیت نے انھیں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کے منظوم بیاں پر مائل کیا۔ چوں کہ اس میں موصوف کے ذوق کا بھی عمل دخل ہے؛ اس لیے اشعار میں شاعر کا گہرا ذوق جھلکتا ہے۔ اور وہ مسرور ہو کر ممدوح کی عظمتوں کے ترانے گاتے ہیں۔ جس سے شاخِ گلشن میں برگ و بار آتے ہیں۔ آپ بھی ان اشعار کا مطالعہ کیجیے اور مشاہدات کی آنکھ سے وقت کے عظیم ولی، قائد، فقیہ، محدث، مصلح، صاحبِ دل کے افکارِ عالیہ کے جلوؤں میں کھو جائیے۔ ؎

عقیدت کا فقط اظہار کرنا میرا مقصد ہے
معطر وادیِ افکار کرنا میرا مقصد ہے
جدھر بھی دیکھتا ہوں ان کے جلوؤں کی ہے تابانی
مجھے تو دور تک ان کا نظر آتا نہیں ثانی

منظوم سوانح کی افادیت:

بہت سی طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ منثور تذکرے مطالعہ کے ذوق پر بار ہوتے ہیں۔ ایسے ذہنوں پر منظوم سوانحی زاویے خوش گوار اثرات ڈالتے ہیں۔ بلا شبہ افکارِ امام احمد رضا کی خوشبو جہان بھر میں حضور تاج الشریعہ نے پھیلائی۔ اس لیے آپ کی تابندہ حیات کے بیاں کے لیے نظم کا میدان تنگ نہیں۔ وادی بڑی زرخیز و شاداب ہے۔ اشعار میں ایک جہان سمویا جا سکتا ہے۔ جس کا اندازہ آپ کو اس منظوم سوانحی کتاب کے مطالعہ سے خوب ہو گا۔ حقیقت میں شاعر موصوف نے اپنے فن کو ان اشعار کے توسط سے جِلا

بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ! موصوف کی ان کاوشات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور ہمیں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ سے درسِ عمل لے کر اپنی زندگی میں تب و تاب و توانائی پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

تقدیم منظوم

ماہر رضویات حضرت مولانا

ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ صاحب قبلہ

چیف ایڈیٹر دوماہی ''الرضا انٹرنیشنل'' پٹنہ

خوشا قلبے کہ دروے عشق محبوب خدا باشد
بلے ! عشقے کزو ہر اہل دل در دل جلا یابد

عبادست پروردن زداغ عشق سینہ را
بہر سو بیند آں بسمل زچشم خود مدینہ را

زہے محبوب آں مردے نصیبے اوست ایں دروے
دلے مجوب آں شخصے نمی فہمید ایں رمزے

صحابہ تابعین و اصفیا عشق آشنا بودند
پرستاران وحدت را امیر و رہنما بودند

ابو بکر و عمر عثمان و حیدر مقتدیان ند
ہمہ عالم دریں راہے غلامان و گدایان ند

جنید و شبلی و عطار را بیں عشق آموزی
بتابد روئے تو دائم ز درد ہجر و دل سوزی

میان مردمان حق رضائے احمد نوری
تپیدہ ماند آں عاشق ہمہ دم را ز مہجوری

ہمہ خلق اورا گوید او امام العاشقیں بودے
فنائے ذات شاہ رحمۃ اللعالمیں بودے

محبت گر مجسم بودے آں را گر بشکلے بود
دراں عہدے بجز احمد رضا خاں نیستے موجود

ز ہر تصنیفِ خود کردہ ہویدا عشق اندر دل
مدینہ در دل خود داشتہ رفتہ ز آب و گل

مزین کرد از عشق حبیب حق ہمہ دلہا
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

چنیں گویم چناں گویم کنم چنداں کہ گل چینی
ز عشق نا تمام ما جمال یار مستغنی

حسنؔ حسنینؑ و حامدؔ مصطفیٰؔ جیلانی و اخترؔ
کسے بینی کجا بینی ہمہ از او وفا پرور

ببیں اختر رضا خاں ازہری تاج الشریعہ را
نداند ہیچ کس ذات و مقامات رفیعہ را

امام علم و فن بودے بہ شان حجّیت بودے
مثال مفتئ اعظم جمال قطبیت بودے

براہیمی چوں جوہر داشت حق گفتہ بہر طورے
خیال رنجشے کردے نہ پروائے کسے جورے

کسے کہ دارد حبِّ او عقیدہ اوست مستحکم
برائے فتح این و آں دلیلے دارد او محکم

شنیدم عالم ربانی دانستم زوید او
بخواندم عالم حقانی فہمیدم زوید او

یکے شمعے شبستان رضا بودے بہر رنگے
خدا اورا بدارد دوست، الفت کن مجو جنگے

ندانی گفتۂ او گفتہ اللہ بود ناداں
حذر کن دائما جاناں زبد گوئی، مشو نالاں

مبارک آں دلے دروے جمال جلوۂ اختؔر
منور باد آں قلبے ز لعل جلوۂ اختؔر

زہے اشرف رضا خاں قادری رضوی و سبطینی
ز حسن خُلق او گویند آں را قرۃ عینی

نصیبے یافت از علم و عمل حسن عقیدت را
کند جان و دل خود را فدا تاج شریعت را

نظم آورد حالات حیات حضرت اختر
سمندر بہ کوزہ کرد شد از کار خود گوہر

زبان شعر شستہ و سلیس و پر حلاوت است
چناں خون جگر را سوختن خیلے عبادت است

ولادت تربیت تہذیب و تعلیمی لیاقت را
بانداز حسیں کردہ بیاں حال فراغت را

قطب عارف مبلغ مرشد و مفتی مصنف بود
مدرس متقی عالم مترجم او مئولف بود

محقق شاعر و ناقد محدث بے گماں بودے
مفسر ناشر حق درمیان عالماں بودے

نمودہ شرح ایں اجمال را شاعر بصد ذوقے
کسے کہ کردہ نا مقبول ایں دفتر او بد ذوقے

یقینا ایں سوانح است فیض حضرت سلماں
نشان سیدی سبطین او مثل مہِ تاباں

بفیضِ اعلیٰ حضرت ایں سوانح گر قبول افتد
مصنف را سعادت ایں زہے عز و شرف باشد

دعا گوید ترا ایں ننگ خلق امجد رضا امجدؔ
ہمہ قوت دہِ باشد رضائے اختر و احمد

منظوم تاثر

مخزن علم وادب حضرت مولانا
سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی
بارہ بنکوی مسقط عمان

ہے چشمۂ الفاظ و معانی کا تسلسل
یا دوش زمیں پر کوئی نکھری ہوئی کاکُل

کاغذ کے ورق پر ہیں ثریا کے ستارے
یا ابر تخیل سے برستے ہوئے دھارے

آفاق کے پردے پہ زمانے کے مناظر
یا عکس جہاں، شیشۂ افکار سے ظاہر

منظر ہی الگ ہے چمن شعر و سخن کا
بے مثل ہر اک جام ہے خم خانۂ فن کا

ہیں بزمِ سخن میں کئی اصناف کی شمعیں
جن سے ہیں سبھی عالمِ افکار کی راہیں

درجہ ہے مگر حمد کا اور نعت کا اعلیٰ
اور نورِ مناقب ہے انہی جلووں کا ہالہ

در اصل یہ رستہ درِ خالق سے جڑا ہے
نیکوں کی جو تعریف ہے، تعریفِ خدا ہے

ہے شُغلِ خوش انجام، خدا والوں کی مدحت
واصف کو عطا ہوتی ہے کونین کی رفعت

سرکار کے مداح کی ہے شان نرالی
وہ ذات ہے اعلیٰ، تو ہوا اجر بھی عالی

گزرے ہیں جہاں میں کئی حسانِ زمانہ
اِس بحر نے بخشے ہیں کئی دُرِّ یگانہ

رہبر ہیں یہاں سعدیؔ و بوصیریؔ و جامیؔ
چمکے ہیں بہت حافظؔ و رومیؔ و نظامیؔ

ہے فکر رضا سے فلکِ نعت منور
اس برج کے انجم حسَنؔ و نوریؔ و اخترؔ

مقبول خلائق، جگرؔ و کافیؔ و بیدمؔ
اور عشقیؔ و نظمیؔ اثرؔ و فانیؔ و اعظمؔ

اشرف بھی اُسی حلقۂ مدحت کی کڑی ہیں
حکمت سے ہیں معمور، محبت کے دھنی ہیں

ہے رنگِ سخن ان میں عنایاتِ رضا سے
پُر نور ہیں یہ، نعت و مناقب کی ضیا سے

سبطین کے فیضان نے رفعت انہیں بخشی
اور تاج شریعت نے بصیرت انہیں بخشی

چھتیس گڑھ اشرف کے لئے علمی وطن ہے
شرعیّہ ادارہ جو ہے وہ مادر فن ہے

اُس مرکز علمی سے ہے اشرف کی فراغت
بخشی ہے اُسی خاک نے یہ شان و وجاہت

پھر خدمتِ سبطین کا اعزاز ملا ہے
دس سال، معیت کا حسیں ساز ملا ہے

سبطین میاں اور مرے تاجِ شریعت
دونوں سے ہی اشرف کو ملا تاجِ خلافت

بیحد ہیں مہربان حسینی میاں اِن پر
حضرت کی خلافت سے بھی اشرف ہیں منور

نمبر کیا تیار، شریعت کے امیںؔ پر
ہے نکہتِ سبطین سے یہ نامہ معطر

حضرت کے مقالات کی تدوین بھی کی ہے
سیرت بھی بڑی خوبی سے منظوم لکھی ہے

سہ ماہی رسالے کی ادارت کا ہے ذمہ
اِس عہدے کا خوبی سے نبھاتے ہیں تقاضہ

ترتیب مضامین کی استادِ زمن پر
سیرت کا یہ نمبر بنا خوشتر سے بھی خوشتر

''اے عشق ترے صدقے'' یہ ہے نعتیہ دیواں
ہے مدحتِ آقا پہ یہ خوش رنگ خیاباں

اُس کے لئے دن رات رہی کوشش و محنت
فرمائی مقالاتِ حسینی کی اشاعت

خوش رنگ و دلآویز و ضخیم اور حسیں تر
ہے تاج شریعت کی تصانیف کا نمبر

بڑھ چڑھ کے کیا خدمت حق کے لئے اقدام
یعنی کئی تصنیفی و تالیفی کئے کام

اللہ تعالیٰ انہیں مقبول بنائے
رب ان کو مزید اوجِ کمالات دکھائے

ہے تاج شریعت کی یہ منظوم سوانح
حضرت کی جھلک خوب ہے اشعار سے واضح

لفظوں سے کمالات کی تصویر کھنچی ہے
شخصیتِ مرشد کا یہ عکس سُخنی ہے

وہ عظمت کردار کے اک کوہ گراں تھے
وہ آب کمالات کے اک بحر رواں تھے

ڈوبے گا نہ اُس پیکر ادراک کا خورشید
ہوتی ہی رہے گی سدا اُس نور کی تجدید

اُس نام سے آ جاتی ہے ایماں میں حرارت
جاگ اٹھتی ہے مومن کی رگِ جاں میں حمیت

باطل کے لئے اک شررِ غیرت اسلام
اور حق کے لئے ان کا جگر مخزن اکرام

گفتار کا اسلوب، عجب دلکش و شیریں
ہر بات تھی پُر نور، ہر اک قول تھا زریں

وہ آج بھی ملت کی حمایت میں کھڑے ہیں
دیوار وفا بن کے وہ میداں میں اَڑے ہیں

حق کے لئے ہیں نازشِ ازہر متحرک
سیماب صفت، اب بھی ہیں اختر متحرک

سرمایۂ ملت کے وہ بے باک نگہباں
ارباب وفا ان کے کمالوں پہ ہیں نازاں

اللہ ترا شکر کہ ہم نے انہیں دیکھا
صد رشکِ نظر بن گیا وہ جلوۂ زیبا

اشرف کے یہ گلہائے قلم ان پہ نچھاور
یہ فکر و فن و جاہ و حشم ان پہ نچھاور

یہ لعل و گہر، باب اجابت پہ ہوں مقبول
اشعار، درِ تاجِ شریعت پہ ہوں مقبول

مولیٰ سے فریدیؔ کی ہے یہ عرض گذاری
مرشد کا کرم ہم پہ رہے جاری و ساری

WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

منظوم
سوانح تاج الشریعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے نام سے تحریر کا آغاز کرتا ہوں
تخیل با وضو رکھتے ہوئے پرواز کرتا ہوں

مچلتا شوق ہے دل میں مرے مدحت نگاری کا
مجھے ہے حوصلہ باغِ سخن کی حسن کاری کا

ثنا گوئی ثنا خوانی مرا پیشہ ہے آبائی
مری تخئیل نے اس کی بدولت ہی جلا پائی

خدا کا فضل ہے اس قوم سے میرا تعلق ہے
سدا عظمت شناسی میں جسے حاصل تفوق ہے

جو قوم اپنے بزرگوں کو ہمیشہ یاد کرتی ہے
سمجھئے اپنے مستقبل کو وہ آباد کرتی ہے

جسے اپنے بزرگوں سے نہیں تھا واسطہ کچھ بھی
تو پھر تاریخ میں اس کا نہیں ملتا پتہ کچھ بھی

بفضلِ رب ، روش ہے اہل سنت کی قدیمانہ
عقیدت کا ہمیشہ پیش کرتے ہیں یہ نذرانہ

کبھی جلسہ سجاتے ہیں کبھی ہیں فاتحہ کرتے
خطابت سے کبھی فرضِ محبت ہیں ادا کرتے

سجاتے ہیں ہمیشہ سے ہی یہ اعراس کی محفل
بطور نذر کرتے ہیں فدا یہ مال و جان و دل

بیاں کرتے ہیں تقریروں میں ان کی شان اور رفعت
کہیں پر نثر کی صورت، کہیں اشعار کی صورت

مگر تحریر کا اپنا الگ معیار ہوتا ہے
ہمیشہ کے لئے نقشِ قلم ضوبار ہوتا ہے

میں یہ ہرگز نہیں کہتا خطابت کا اثر کم ہے
قلم کی اہمیت اپنی جگہ لیکن مسلم ہے

قلم کی کاٹ تو تلوار اور نیزے سے ہے بڑھ کر
جہادِ خامہ سے ڈرتے ہیں باغی اور اہل شر

بلا تاخیر اب عنوان کی جانب میں آتا ہوں
سرِ محفل عقیدت کی نئی شمعیں جلاتا ہوں

بشکلِ نظم یہ مدحت ولی ابن ولی کی ہے
سوانح حضرتِ اختر رضا خاں ازہری کی ہے

وہ کیسی شخصیت ہے، جانتے ہیں سارے اہلِ حق
عظیم الشان رہبر مانتے ہیں سارے اہلِ حق

وہ شہرت کے فلک پر مثلِ انجم جگمگاتے ہیں
نہ جانے کتنے ذرے ان کے در سے فیض پاتے ہیں

عقیدت کا فقط اظہار کرنا میرا مقصد ہے
معطر وادیٔ افکار کرنا میرا مقصد ہے

ہے ان کی شخصیت اونچی ہے ان کا مرتبہ اعلیٰ
انہیں رب نے نبی کے عشق کے سانچے میں ہے ڈھالا

کئی اصحابِ دانش نے لکھے ہیں تذکرے ان کے
کتابوں اور رسالوں سے ہیں ظاہر طنطنے ان کے

بہت کچھ ان پہ لکھا ہے زمانے کے ادیبوں نے
کیا ہے تذکرہ شاعر سخنور اور خطیبوں نے

کوئی گوشہ نہیں چھوڑا ہے ان کی زندگانی کا
بہر سو رنگ ہے پھیلا ہوا جلوہ فشانی کا

جدھر بھی دیکھتا ہوں ان کے جلوؤں کی ہے تابانی
مجھے تو دور تک ان کا نظر آتا نہیں ثانی

خدائے پاک نے بیحد انہیں عزت عطا کی ہے
عجم کیا ہے عرب میں بھی بڑی شہرت عطا کی ہے

امام اہلسنت کے گھرانے میں ہوئے پیدا
کہ جن کا عالمِ اسلام جان و دل سے ہے شیدا

زمانہ جانتا ہے اس گھرانے کی فضیلت کو
یہ دنیا جانتی ہے خوب امام اہل سنت کو

نمایاں شان حاصل ہے رضا خاں کے گھرانے کو
ملا ہے عشقِ احمد اس گھرانے سے زمانے کو

کوئی مانے یا مت مانے یہ اک زندہ حقیقت ہے
مقدس اس زمیں پر خاندانِ اعلی حضرت ہے

نبی کے عشق کا مصدر رضا کا خانوادہ ہے
اسی کا تذکرہ بس آج کرنے کا ارادہ ہے

یہ کنبہ یہ قبیلہ ہے نبی کے عشق کا پیکر
ہے شیوہ اس قبیلے کا فروغِ عشق پیغمبر

ہوا ہے دور تک چرچا رضا خاں کے گھرانے کا
میسر مجھ کو بھی موقع ہوا ہے فیض پانے کا

میں جو تحریر آگے کر رہا ہوں غور سے پڑھئے
یہ ہے اختر رضا کا ذکر اچھے طور سے پڑھئے

رضا کے جو بڑے فرزند ہیں حامد رضا صاحب
یقیناً آسمانِ فن کے ہیں وہ کوکب و ثاقب

پسر ان کے ہیں ابراہیم جیلانی میاں قبلہ
انہیں کے ہیں پسر ممدوح میرے ازہری دولہا

انہی کی مدح کے گوشے میں کچھ تحریر کرتا ہوں
بدستِ خود عقیدت کا محل تعمیر کرتا ہوں

بریلی، شہرِ علم وفن، میں پیدائش ہوئی ان کی
وہیں پر علمی، فکری، ذہنی آرائش ہوئی ان کی

ولادت تیرہ سو اکسٹھ ہے ہجری چودہ ذی قعدہ
کسی نے تیرہ سو اکسٹھ صفر پچیس ہے لکھا

انھی دونوں میں کوئی آپ کا یومِ ولادت ہے
یہی ''یونس رضا مونس اویسی'' کی روایت ہے

ہیں یہ ،مونس اویسی، معتبر سیرت نگار ان کے
قلم پر اہلِ دانش کو ہے بیحد اعتبار ان کے

رضا کے خانوادے کا ہے یہ دستور عالی شاں
محمد نام ہر بچے کا پہلے کرتے ہیں عنواں

پھر'' اسمعیل'' اصلی نام اور عرفی رکھا'' اختر ''
یہ عرفی نام ہی جاری ہوا سب کی زبانوں پر

ولادت پر نئے انداز کی گھر میں خوشی چھائی
کہ پھر سے گلشنِ نوری میں تھی تازہ بہار آئی

مسرت کی بہار آئی خوشی کا کھل اٹھا غنچہ
مرے اختر رضا خاں ازہری جس دن ہوئے پیدا

تھے بیحد خوبصورت دور سے چہرہ چمکتا تھا
مہِ کامل کے جیسا ان کا سر تا پا دمکتا تھا

بلند اقبال آتے تھے نظر ایامِ بچپن میں
کھلے مانند گل وہ مفتیٔ اعظم کے گلشن میں

بہت ہی پیار، ان کو مفتیٔ اعظم سے ملتا تھا
پسر کو دیکھ، جیلانی میاں کا دل بھی کِھلتا تھا

جدھر جاتے تھے وہ ملتی تھی علم وفضل کی خوشبو
کتابوں کا ذخیرہ ہی نظر آتا انہیں ہر سو

امام احمد رضا کے علم کے جلوے تھے ہر جانب
مرے اختر رضا رہتے سدا جن کی طرف راغب

وہ جس دن چار سال اور چار مہ اور چار دن کے تھے
اقارب تسمیہ خوانی کو ان کے گھر میں بیٹھے تھے

تو جیلانی میاں نے مفتیٔ اعظم سے فرمایا
کہ ہے اختر میاں کی تسمیہ خوانی کا وقت آیا

یہ سن کر مفتیٔ اعظم کے چہرے پر خوشی چھائی
نواسے کو دعا دی اور بسم اللہ پڑھوائی

کریں تعلیم کا آغاز جن کی، مفتیٔ اعظم
ذرا سوچیں کہ ان کے علم وفن کا ہوگا کیا عالم

ہوا تعلیم کا آغاز یوں باضابطہ گھر میں
پڑھاتی تھیں شبانہ روز خود ہی والدہ گھر میں

علومِ دینیہ سے آشنا حضرت کی امی تھیں
اور ایسا کیوں نہ ہو وہ مفتیٔ اعظم کی بیٹی تھیں

انہیں چاہت سے جیلانی میاں خود بھی پڑھاتے تھے
علومِ دینیہ سے آشنا ان کو کراتے تھے

کلامِ پاک، اردو، فارسی یہ سب پڑھا گھر پر
تھی ان کی قوتِ تفہیم بھی اعلیٰ سے اعلیٰ تر

ہوئے کچھ ہی دنوں میں منظر اسلام میں داخل
ہوئے تحصیل علم وفن سے اک پل بھی نہ وہ غافل

نہایت شوق سے تکمیل کی درسِ نظامی کی
ضیا ہر سمت پھیلی علم وفن میں نیک نامی کی

تھے اک استاذ ماہر، منظر اسلام میں مصری
انہیں حد درجہ انگریزی ادب پر بھی مہارت تھی

انھوں نے ابا جیلانی میاں سے یہ کہا آکر
ذہانت میں نمایاں ہیں پسر یہ آپ کے اختر

ہے میری آرزو یہ جامعہ ازہر میں ہوں داخل
اصولِ دیں وہاں جاکر پڑھیں تو اور ہوں قابل

تھی جیلانی میاں کے اور کئی احباب کی خواہش
لہٰذا تیز ان کے مصر جانے کی ہوئی کوشش

بڑھا اصرار تو علامہ جیلانی میاں نے بھی
اجازت بخش دی اختر میاں کو مصر جانے کی

وہ تازہ حوصلے کے ساتھ پہونچے جامعہ ازہر
مکمل تین سالوں تک سمیٹے علم کے گوہر

بڑی ہی محنتوں سے اکتساب علم فرمایا
تو پھر اعزاز، سب سے اعلیٰ پوزیشن کا ہے پایا

دیارِ مصر میں شہرت ہوئی اختر رضا خاں کی
جدھر نکلے اُدھر عزت ہوئی اختر رضا خاں کی

انہی ایام میں ہی پیارے والد کی ہوئی رحلت
وہ دنیا چھوڑ کر ملکِ عدم کو ہو گئے رخصت

بڑا صدمہ ہوا اختر رضا کو یہ خبر سن کر
اچانک ہی غم و آلام کا چلنے لگے نشتر

مگر صبر و تحمل کا نہ چھوڑا ہاتھ سے دامن
اگر چہ لاکھ تھے رنج و الم، اور بھی بہت الجھن

حصولِ علمِ دیں کا سلسلہ پھر بھی رکھا جاری
اگرچہ باپ کی رحلت کا غم تھا قلب پر طاری

مگر تکمیل علم دین کر کے ہی وہ گھر آئے
لٹاتے خطے خطے میں معارف کے گہر آئے

ہیں کیسے حجۃ الاسلام کے نورِ نظر دیکھیں
دعائے مفتئ اعظم ہے کتنی زود اثر دیکھیں

بریلی جب وہ پڑھ کے مصر سے تشریف لائے تھے
تو استقبال کو ان کے، ہزاروں لوگ آئے تھے

بریلی ریلوے جنکشن پہ آئے مفتئ اعظم
بڑا ہی دید کے قابل تھا ان کی دید کا موسم

دیا پھولوں کا گجرا مفتئ اعظم نے اختر کو
نگاہِ شوق سے سب دیکھتے تھے فخر ازہر کو

بریلی میں نرالے طور کا وہ خیر مقدم تھا
نواسے کے لئے نانا کھڑا بادیدۂ نم تھا

وہاں سے خانقاہ رضویہ تشریف جب لائے
تو گھر والوں نے ان پر چاہتوں کے پھول برسائے

مسلسل علم کی خاطر نظر آتے تھے سرگرداں
جبھی تو بن کے چھائے علم وفن کے نیرِ تاباں

فروغِ علمِ دیں کے واسطے بیتاب رہتے تھے
خزاں کے عہد میں بھی ہر گھڑی شاداب رہتے تھے

مدرس منظر اسلام کے وہ بن گئے آخر
دکھائی اپنی سرگرمی فروغِ علم کی خاطر

پڑھانے کا جدید انداز تھا مصری ادائیں تھی
کہ شیخِ مصر کی حاصل انہیں وافر دعائیں تھی

بڑے اخلاص سے وہ دین کی تعلیم دیتے تھے
دماغوں کو وہ تازہ قوتِ تفہیم دیتے تھے

سراپا خوش بیانی کے وہ ایک پیکر نظر آتے
لب ولہجے میں وہ ہر ایک سے برتر نظر آتے

بیاں میں سادگی انداز میں جدت ہی جدت تھی
حقیقت ہے کہ بولی میں حلاوت ہی حلاوت تھی

ادارے میں بڑے استاذ کا حاصل ہوا منصب
ہوئے دینی مشاغل میں ہی ان کے صرف روز و شب

بڑی تعداد میں اس وقت بھی آتے تھے استفتا
مسائل کا تشفی بخش حل فوری نکلتا تھا

انہیں پھر مفتیٔ اعظم نے سونپی مسندِ افتا
یہ فرمایا کہ اے پیارے تمہیں دیتا ہوں یہ ذمہ

تلاشِ حل کی خاطر اہل حاجت روز آتے ہیں
یہاں کے دارالافتا سے فتاوے لے کے جاتے ہیں

مخاطب کرکے لوگوں کو یہ بولے مفتیٔ اعظم
کہ ہیں فقہ و تدبر کے مرے اختر میاں سنگم

انہیں میں آج سے افتا کی مسند پر بٹھاتا ہوں
مکمل جانشیں اختر میاں کو میں بناتا ہوں

خوشی کا پھوٹ نکلا گویا سب کے دل میں فوارہ
نہایت دید کے قابل تھا خوشیوں کا وہ نظّارہ

نئ سرحد میں اس کے بعد اختر نے قدم رکھا
جہاں تک ہو سکا افتا کی مسند کا بھرم رکھا

نیا اک باب وا فرما دیا تدبیر و حکمت کا
تر و تازہ کیا گلزار تفہیم شریعت کا

مسائل کے بڑی آسانیوں کے ساتھ حل نکلے
مرے اختر رضا خاں اک فقیہ بے بدل نکلے

معارف کے گہر ہر سو لٹائے خوش بیانی سے
ادب کو ارتقا بخشا نہایت جانفشانی سے

رکھا پیشِ نظر اسلام کے زریں اصولوں کو
نہ کمھلانے دیا اخلاق کے شاداب پھولوں کو

اٹھے شہرِ بریلی سے اصولی رہنما بن کر
خیال و فکر پر چھانے لگے اک مقتدا بن کر

شریعت کے اصولوں پر رہے وہ گامزن ہر پل
جہاں میں عام کرتے تھے پیامِ احمد مرسل

ہوئے تھے مفتئ اعظم سے بچپن میں ہی وہ بیعت
سمجھتے تھے وہ بچپن سے ہی اس بیعت کی اہمیت

ہراک لمحہ نظر میں مفتئ اعظم کی صورت تھی
تصوف کے حوالے سے عیاں ساری حقیقت تھی

خلافت مفتئ اعظم نے کب بخشی بتاتا ہوں
ذرا ماضی کے رخ سے آج میں پردہ ہٹاتا ہوں

ہوا تھا ایک عرصہ مفتئ اعظم سے بیعت کو
نگاہوں میں بسا رکھا تھا اُس فضل و سعادت کو

مکمل بیس سالوں بعد وہ ساعت بھی آ پہونچی
سجی تھی محفلِ میلاد اک دن گھر پہ آقا کی

یہ محفل بھی سجی تھی مفتیٔ اعظم کی خواہش پر
تھا ذکرِ مصطفیٰ کے نور سے معمور سارا گھر

تھا پندرہ جنوری انیس سو باسٹھ کا پیارا دن
عجب تھی نور کی برسات ساری رات سارا دن

کئی میلاد خوانوں کو ملی تھی ذکر کی دعوت
مؤقر ہستیوں کی ہو رہی تھی بزم میں شرکت

وہ جو برہانِ ملت، اعلی حضرت کے خلیفہ تھے
بریلی شہر میں ہی ان دنوں تشریف فرما تھے

تھے علامہ نظامی بھی الہ آباد کے حاضر
وہیں پر قاضی شمس الدین بھی تھے فقہ کے ماہر

کئی دیگر مشائخ بھی وہاں موجود تھے اس دم
تھا بیحد دلکشا منظر تھا بیحد دلکشا موسم

عمامہ مفتیٔ اعظم نے باندھا اپنے اختر کو
دعائیں دے رہے تھے اہلِ محفل فخر ازہر کو

ہوا فورا مبارک بادیوں کا سلسلہ جاری
تصور کیجئے کتنی رہی ہوگی وہ رَت پیاری

خلافت مفتیٔ اعظم نے دی کتنی محبت سے
نگاہیں دیکھتی تھیں حضرتِ اختر کو حسرت سے

ملی یہ روشنی تو حضرتِ اختر ہوئے شاداں
رہے تا عمر پھر حلِ مسائل کے لئے کوشاں

خدائے ذوالمنن کے دین کی ہر پل اشاعت کی
جلائیں انجمن در انجمن شمعیں صداقت کی

نہ دنیا سے کوئی مطلب نہ دنیادار سے مطلب
رکھا تو بس غلامانِ شہ ابرار سے مطلب

مسلسل ملتِ اسلامیہ کی پاسبانی کی
خیالاتِ امام احمد رضا کی ترجمانی کی

علومِ فلسفہ، منطق، بلاغت میں مہارت تھی
تفقہ کے حوالے سے زمانے بھر میں شہرت تھی

توکل ،زہد میں تھے امتیازی شان کے مالک
خدا کے فضل سے تھے قوتِ عرفان کے مالک

تسلسل سے گئے دورے پہ بیرونِ ممالک بھی
انہیں آرام سے رہنے کی فرصت بھی نہ ملتی تھی

مگر وہ دورۂ تبلیغ سے جب گھر پہ آتے تھے
تو اکثر مشقِ افتا اپنے گھر پر ہی کراتے تھے

کیا دولت کدے پر درسِ قرآں کا عمل جاری
کہا سب نے کہ ہے یہ سلسلہ بھی خوب معیاری

وہ اپنے گھر پہ طلبہ کو بخاری بھی پڑھاتے تھے
بڑی تدبیر سے وہ مسئلے کا حل بتاتے تھے

سمجھتے تھے بہت اہلِ وفا کی بیقراری کو
کراچی بھی گئے اک بار وہ ختمِ بخاری کو

فنِ تدریس پر حاصل انہیں ازحد مہارت تھی
اکابر کی طرح ان کے بھی اندر استطاعت تھی

بڑی اعلیٰ بصیرت سے وہ بیضاوی پڑھاتے تھے
بخاری ترمذی مسلم وہ طحطاوی پڑھاتے تھے

وہ انٹرنیٹ پر بھی درس دیتے تھے بخاری کا
نئے منظر پہ ہو خورشید گویا جانکاری کا

حلاوت تھی زباں میں اور انداز بیاں سادہ
سماعت کے لئے ہوتا تھا خود ہی قلب آمادہ

خطابت میں الگ سب سے وہ اپنا ڈھنگ رکھتے تھے
حریفانِ امام احمد رضا کو دنگ رکھتے تھے

ضرورت پر وہ انگریزی میں بھی تقریر کرتے تھے
وہ یورپ میں بھی قلعے عشق کے تعمیر کرتے تھے

مچل جاتے تھے اندازِ بیاں پہ ان کے دانش ور
نہایت ہی جداگانہ تھا ان کی فکر کا تیور

جدید اسلوب میں وعظ ونصیحت کرتے رہتے تھے
وہ دیں کے باغیوں کی بھی مذمت کرتے رہتے تھے

دلوں کو موہ لیتا تھا خطابت کا لب و لہجہ
کلاسیکی ادب میں تھا انہیں حاصل یدِ طولی

خطابت کا رہا کرتا تھا مدت تک اثر باقی
اور ایسا کیوں نہ ہو تھی شخصیت بھی ان کی آفاقی

دیارِ غیر میں جا کر بھی مذہب کی اشاعت کی
بڑی محنت سے اپنے مسلک و ملت کی خدمت کی

گئے امریکہ، افریقہ، کناڈا ،شام، کویت بھی
عراق، ایران ،ترکی ،جرمنی میں دعوتِ حق دی

بہت سارے ممالک میں گئے کیا کیا یہاں لکھوں
میں ان کے دورۂ تبلیغ کی کیا داستاں لکھوں

مریدین ان کے شرق وغرب میں موجود ہیں بے حد
قطارِ صوفیا میں بھی بہت اونچا تھا ان کا قد

ہزاروں اہلِ علم و فن چلے ان کی قیادت میں
کہ آیا اہلِ حق کا اک بڑا حلقہ ارادت میں

ہے تھاما عالموں نے مفتیوں نے آپ کا دامن
تصوف کا سجایا آپ نے کتنا حسیں گلشن

قدم خشکی میں رکھا تو گلِ گلزار کر ڈالا
کہ بے دینی کا قلعہ آپ نے مسمار کر ڈالا

عقیدت کے شجر کی زندگی بھر آبیاری کی
گلستانِ محبت کی سدا تزئین کاری کی

شعور و آگہی کا نور بھر ڈالا ہے سینے میں
تصور میں ہمیشہ سیر کو جاتے مدینے میں

مدینے کی حسیں یادوں میں ہی سرشار رہتے تھے
محمد مصطفٰے کے عشق میں بیمار رہتے تھے

نبی کا ذکر سن کر بے خودی سی ان پہ چھا جاتی
بہت روتے مدینے کی گلی جب یاد آ جاتی

رسول پاک کی مدحت سے وہ آرام پاتے تھے
بحمد اللہ ذکرِ پاک سن کر جھوم جاتے تھے

ہے فنِ شاعری میں بھی بڑا اعلیٰ مقام ان کا
پڑھا جاتا ہے بزمِ نعت میں اکثر کلام ان کا

کلامِ نعتیہ میں بھی سلاست ہے روانی ہے
یہ ان کی وسعتِ افکار کی پختہ نشانی ہے

نئے افکار کے جلوؤں سے اک اک شعر روشن ہے
خیالوں کی تجلی سے ہر اک صفحہ مزین ہے

نئے جملے نئی ترکیب میں ہے والہانہ پن
عیاں ہے خوب لفظوں کے حسیں درپن سے فکروفن

مکمل شاعری میں رنگ استادِ زمن کا ہے
دلوں کو کھینچ لے ایسا حسیں لہجہ سخن کا ہے

عقیدت کی ہے شعروں میں بہر سو چاندنی پھیلی
ہے بیحد قابلِ تحسین انکی وسعتِ فکری

زبان و فکر و فن میں سرمدی نغموں کی لذت ہے
ہے شیرینی ہی شیرینی حلاوت ہی حلاوت ہے

سخن کا نور پوشیدہ ہے الفاظ و معانی میں
کہ تیزی ہے الگ ان کے تسلسل اور روانی میں

جدید اسلوب کی کرنوں سے مجموعہ منور ہے
یا لالہ کی حنا بندی کا اک محسوس پیکر ہے

عقیدت کی فضاؤں میں ہوئی ہے پرورش ان کی
اسی باعث تو اتنی شخصیت ہے پرکشش ان کی

مرے اختر رضا کا پاک خامہ نور اُگلتا ہے
رضا کے فیض کا اشعار سے چشمہ اُبلتا ہے

حریمِ دل میں عشقِ مصطفیٰ کا دیپ ہے روشن
معطر ہے گل و لالہ سے ان کی فکر کا آنگن

عقیدے کی طہارت کا یہ اک سامان اچھا ہے
مرے اختر رضا کا نعتیہ دیوان اچھا ہے

نظر آتا نہیں ہے نثر میں بھی آپ کا ثانی
ہے ہر تصنیف میں علم و ادب کی جلوہ سامانی

انہیں منظر نگاری کا ہنر بھی خوب آتا ہے
ادب کے نور سے ہر صفحہ کا دل جگمگاتا ہے

یقیناً ان کا اندازِ نگارش فاضلانہ ہے
بیاں میں سادگی ہے اور طریقہ داعیانہ ہے

وہ تصنیفات میں بھی امتیازی شان رکھتے ہیں
الگ معیار ہے ان کا،الگ پہچان رکھتے ہیں

ہے اہلِ فن کی مجلس میں مثالی حیثیت ان کی
زمانے میں بڑی باریک بیں ہے شخصیت ان کی

جہاد بالقلم میں بھی ہوئے اجداد کے مظہر
ملا اجداد سے ہی حق بیانی کا انہیں تیور

قلم سے خوب فکر و آگہی کو ہے جلا بخشی
ہے ان کا سارا سرمایہ بڑا علمی و تحقیقی

وہ کشت فکر کو لمحوں میں ہی شاداب کرتے تھے
نیا تعمیر علم و آگہی کا باب کرتے تھے

رکھا پیشِ نظر ہر لمحہ اصلاحی مقاصد کو
نہیں تنقید کا موقع دیا کرتے تھے حاسد کو

وہ اصلاحِ مفاسد کے لئے بے چین رہتے تھے
وہ تکمیلِ مقاصد کے لئے بے چین رہتے تھے

علومِ عقلیہ اور نقلیہ کے خوب تھے ماہر
یہ سب اچھی طرح ہے آپ کی تحریر سے ظاہر

ہمیشہ گفتگو کرتے تھے بنیادی مسائل پر
رکھی علمی مباحث میں نظر اپنی دلائل پر

وہ شہرت کی بلندی پر ہوئے مثلِ قمر تاباں
رہے گفتار و کرادر و عمل کی بزم میں ذیشاں

عظیم المرتبت ہستی کے پیکر میں نظر آئے
وہ بن کر اخترِ برجِ ادب آفاق پر چھائے

نظر مرکوز رکھتے ہر گھڑی افراد سازی پر
دیا افکار کی شاہین کو افلاک کا منظر

محمد مصطفیٰ کے عشق سے معمور سینہ تھا
جہاد زندگانی میں الگ ان کا قرینہ تھا

تھا جذبہ ان کے دل میں موجزن اصلاح باطن کا
یہی تھا شغل ان کی زندگانی میں ہر اک دن کا

تھے وہ اہلِ سنن کے ایک آفاقی نمائندہ
سرِ بزمِ طریقت بھی نظر آتے تھے تابندہ

انہوں نے بیعت و ارشاد کا منصب سنبھالا تھا
چہار اطراف میں ان کے تفقہ کا اجالا تھا

تھی ان کے قلب میں دینی حمیت ابتدا سے ہی
رہے پابندِ احکام شریعت ابتدا سے ہی

وہ پورے درسگاہی تھے مکمل خانقاہی تھے
رسولِ مجتبیٰ کے دین کے سچے سپاہی تھے

خدائے لم یزل نے دہر میں مقبولیت بخشی
بلاد عالم اسلام میں شہرت ہوئی ان کی

رضا کا علمی سرمایہ وراثت میں ملا ان کو
زمانہ بول اٹھا وارثِ علمِ رضا ان کو

تعارف اپنے مسلک کا کرایا سارے عالم میں
چراغِ فکر و دانش ہے جلایا سارے عالم میں

فروغِ اہل سنت میں کلیدی رول ہے ان کا
لب و لہجہ انوکھا ہے، انوکھا بول ہے ان کا

جہاں بھی دیکھئے اختر رضا کا بول بالا ہے
تجلی ہی تجلی ہے اجالا ہی اجالا ہے

قسم کھا کر میں کہہ دوں گا مقدس ذات ہے ان کی
نرالا طور ہے ان کا، نرالی بات ہے ان کی

بفضلِ خالقِ اکبر بفیضِ سیّدِ عالم
رہے پیہم چمکتے جانشینِ مفتیٔ اعظم

کبھی بھی حق بیانی سے نہیں پیچھے ہٹے اختر
تھی ان کی حق بیانی حاسدوں کے واسطے خنجر

یہی تو اعلی حضرت کے قبیلے کی نشانی ہے
جو حق ہے اس کو حق کہنا یہ شیوہ خاندانی ہے

صداقت کا علم لہرا دیا ایوانِ باطل میں
عقابی حوصلہ پیدا کیا انفاس غافل میں

نہ سمجھوتہ کیا غدار سے اختر رضا خاں نے
کیا چھلنی قلم کے وار سے اختر رضا خاں نے

اشداء علی الکفار کا بن کر رہے مظہر
جھلکتا تھا قلم سے بوترابی فکر کا تیور

صداقت کی فصیلوں سے کیا اعلانِ حق جاری
تعصب کے محل پر ہو رہی ہو جیسے بمباری

مخالف کے بیانوں پر نہ ہرگز کان دھرتے تھے
تدبر سے جماعت کے لئے بس کام کرتے تھے

وہ اپنے دشمنوں کو تو ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے
مگر اسلام کے دشمن کا پنجہ موڑ دیتے تھے

زمانے میں یہی پہچان ہے اختر رضا خاں کی
ہراک خدمت عظیم الشان ہے اختر رضا خاں کی

فروغِ عشقِ سلطان مدینہ، تھا مشن ان کا
معطر اس لئے اتنا ہے روحانی چمن ان کا

نہ چھوڑی دین کی تبلیغ ایامِ علالت میں
دل وجاں سے رہے مصروف ملت کی اشاعت میں

مرض میں بھی کبھی تبلیغ کا دورہ نہیں چھوڑا
جو معمولات ہستی تھی انہیں تشنہ نہیں چھوڑا

سفر میں یا حضر میں جب کبھی وقت نماز آتا
مصلیٰ بندگی کے واسطے حضرت کا بچھ جاتا

سراپا مفتیٔ اعظم کے وہ عکسِ مجسم تھے
مسلم عبقریت ان کی تھی وہ شیخِ اعظم تھے

تھی ان کی امتیازی شان زہد و پارسائی میں
زباں مشغول رہتی تھی سدا مدحت سرائی میں

نمازیں باجماعت وہ ادا کرتے تھے مسجد میں
وہ سنت اور واجب بھی پڑھا کرتے تھے مسجد میں

ہجوم خلق ہوتا تھا ہمیشہ مستفید ان سے
نظر آتے تھے سب بیتاب ہونے کو مرید ان سے

مقدس ان کا تھا کردار اور سیرت مثالی تھی
مرے اختر رضا خاں ازہری کی ذات عالی تھی

محبت سے انہیں جو دیکھتا ہو جاتا شیدائی
زیارت کرنے والا دور کا ہو یا علاقائی

نہیں آتی ہے یہ مقبولیت ہر اک کے حصے میں
حقیقت میں یہ سب چیزیں ملی تھیں ان کو ورثے میں

خصوصی فضل جس انسان پر ہوتا ہے قدرت کا
گلے میں ہار ہوتا ہے اسی کے عز و شہرت کا

جہانِ اہل سنت کے لئے وہ رب کی نعمت تھے
نہیں ہے اس میں کوئی شک وہ ملت کی ضرورت تھے

مگر افسوس صد افسوس وہ دن بھی تو آنا تھا
کہ ہم سب سے جدا ہوکر انہیں دنیا سے جانا تھا

نکل آتا ہے آنسو جب وہ لمحہ یاد آتا ہے
فراق و ہجر کا صدمہ مجھے پل پل ستاتا ہے

تھا وقتِ شام اور تاریخ تھی وہ بیس جولائی
اذاں ہونے لگی اللہ اکبر کی صدا آئی

وہ کرنے عبدیت کا دلنشیں اظہار بیٹھے تھے
وضو فرما کے مغرب کے لئے تیار بیٹھے تھے

مصلیٰ سامنے تھا رب کا سجدہ کرنے والے تھے
سرِ اقدس کو اپنے سمت قبلہ کرنے والے تھے

مگر اے دوستو! کچھ اور ہی منظور تھا رب کو
گئے وہ اس طرف، جس سمت بے شک جانا ہے سب کو

فرشتہ آ گیا خالق کا پیغامِ قضا لے کر
چلے ملکِ عدم کو مسکراتے حضرتِ اختر

زباں پہ آ گیا اللہ اکبر اور دم نکلا
رضا کا لاڈلا یک لخت ہی ملکِ عدم نکلا

کسے معلوم تھا ایسا اچانک سانحہ ہوگا
جہانِ سنیت میں اس طرح سے غم بپا ہوگا

خبر سن کر وصالِ پاک کی غم ہو گیا طاری
ہوا آنکھوں سے سب کی آنسوؤں کا سلسلہ جاری

بلاد عالم اسلام میں غم کی گھٹا چھائی
ہوا اک شور برپا اور آہوں کی صدا آئی

خبر پھیلی کہ ہیں فرماگئے اختر رضا رحلت
محبانِ بریلی کی عجب ہونے لگی حالت

ہر اک شیدا ہوا مجروح اس صدمے کی شدت سے
صدا افسوس کی نکلی زبانِ اہلِ سنت سے

جنازے کا بریلی سے ہوا اعلان جب جاری
چہار اطراف سے ہونے لگی شرکت کی تیاری

سبھی بیتاب تھے اک آخری دیدار کی خاطر
کئی ملکوں سے ان کے چاہنے والے ہوئے حاضر

بریلی میں عجب سیلاب تھا عشاقِ اختر کا
جو تھی کالج کی حالت بس وہی منظر تھا باہر کا

نہیں تھی پاؤں رکھنے کی جگہ باقی بریلی میں
جنازے میں کئی ذاتیں تھیں آفاقی بریلی میں

مسلمانانِ عالم کا بڑا مجمع اکٹھا تھا
نہ پوچھیں کیفیت کیسی تھی سب کی، حال کیسا تھا

کوئی چھت پر نظر آیا کوئی موجود زینے پر
عجب تھا رنگ مدنی اس بریلی کے نگینے پر

ہزاروں جان دینے کے لئے تیار بیٹھے تھے
کہ لاکھوں ان کا کرنے آخری دیدار بیٹھے تھے

بریلی میں عجب تھا آ گیا سیلاب انسانی
عیاں ہوتا تھا چہروں سے سراپا جوش ایمانی

یہ ملکِ ہند کی تاریخ کا پہلا جنازہ تھا
کہ اتنے عاشقانِ غوث کا مجمع اکٹھا تھا

وہاں بھی بستی بستی قریہ قریہ کے لگے نعرے
یقینا رشک کے قابل تھے ان عشاق کے جذبے

ہزاروں ترتھیں آنکھیں، بہہ رہے تھے اشک کے دھارے
وصالِ ازہری سرکار سے مغموم تھے سارے

فقط بھارت نہیں دنیا کے ہر خطے سے لوگ آئے
تھے بس اسٹینڈ اور جنکشن پہ بھی آلام کے سائے

نہیں تھی تل بھی رکھنے کی جگہ خالی بریلی میں
کہ رحلت کر گئے تھے مرشدِ عالی بریلی میں

مشائخ اور اکابر کی جماعت بھی اتر آئی
تھا دل دیدار کا جویا، نگاہیں تھیں تمنائی

بڑے غمگین تھے عسجد میاں ابا کی رحلت پر
مگر پھر بھی خمیدہ سر رہے رب کی مشیت پر

دلاسے دے رہے تھے حضرتِ عسجد میاں کو سب
دعائیں مانگتے تھے لوگ ان کو صبر دے یارب

تسلی دی مشائخ نے، کہا مت توڑیے ہمت
جہاں سے اک نہ اک دن سب کو تو ہونا ہی ہے رخصت

جنازے کا مقرر وقت دن کے دس بجے کا تھا
مقرر وقت پر ہی ہوگئے سب لوگ صف آرا

جنازے کی امامت حضرتِ عسجد نے فرمائی
دعا کرنے فرشتوں کی جماعت بھی اتر آئی

جنازہ حضرتِ اختر رضا کا شان سے نکلا
دعا کا لفظ قلبِ صاحبِ ایمان سے نکلا

بصد شان و ادا اختر رضا خاں اترے تربت میں
تبسم ریزیوں کے ساتھ پہونچے باغِ جنت میں

اگر چہ حضرتِ اختر رضا فرما گئے رحلت
نشاں ان کے مگر مٹنے نہیں دے گی کبھی قدرت

جو رہتا ہے شہنشاہِ مدینہ پر فدا ہو کر
جدا ہوتا نہیں ہے وہ نگاہوں سے جدا ہو کر

رہے گا حضرتِ اختر رضا کا نام پائندہ
خدا والے تو مر کر بھی ہیں رہتے حشر تک زندہ

لحد پر فخر ازہر کے کرم کا پھول ہو یارب
یہ ہے اشرفؔ رضا خاں کی دعا مقبول ہو یارب

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَاٰلِہٖ اَبَدَ الدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا

سَنَدُ الْاِجَازَۃِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ الْاَبْھٰی وَالسَّلَامُ الْاَسْنٰی الْاَوْفٰی عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی نَبِیِّہِ الْمُجْتَبٰی رَسُوْلِہِ الْمُرْتَضٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَمُحِبِّیْہِ اُولِی الصِّدْقِ وَالصَّفَا لَاسِیَّمَا الْاَرْبَعَۃِ الْخُلَفَآءِ وَعَلٰی جَمِیْعِ التَّابِعِیْنَ وَجَمِیْعِ اَئِمَّۃِ الدِّیْنِ وَالْاَوْلِیَآءِ الْعُرَفَآءِ لَاسِیَّمَا الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَالْھُمَامِ الْاَفْخَمِ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ کَاشِفِ الْغُمَّۃِ اِمَامِ اَئِمَّۃِ الشَّرِیْعَۃِ الْغَرَّاءِ وَالْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْغِیَاثِ الْاَکْرَمِ سَیِّدِنَا اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ وَالْمِلَّۃِ الْبَیْضَآءِ سَیِّدِنَا الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الصُّلَحَآءِ اَھَالِی الْوَفَاءِ ثُمَّ عَلَیْنَا اِلٰی یَوْمِ الْجَزَآءِ اَمَّا بَعْدُ! فَقَدِ الْتَمَسَ مِنِّیْ عَزِیْزِیْ الْمَوْلَوِیْ محمد اشرف رضا قادری اِجَازَۃَ السِّلْسِلَۃِ الْعَلِیَّۃِ الْعَالِیَّۃِ الْقَادِرِیَّۃِ الْبَرَکَاتِیَّۃِ الرَّضَوِیَّۃِ الْمُبَارَکَۃِ وَاِجَازَۃَ الْاَوْفَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَذْکَارِ وَالْاَشْغَالِ فَاَجَزْتُہٗ عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی ذِی الْجَلَالِ ثُمَّ عَلٰی بَرَکَۃِ رَسُوْلِہِ الْاَعْلٰی صَاحِبِ الْجَمَالِ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّۃُ وَالثَّنَآءُ کَمَا اَجَازَنِیْ شَیْخِیْ وَسَنَدِیْ وَکَنْزِیْ وَذُخْرِیْ لِیَوْمِیْ وَغَدِیْ جَدِّیْ الْمُفْتِی الْاَعْظَمُ مَوْلَانَا مُصْطَفٰی رَضَا الْقَادِرِیْ قُدِّسَ سِرُّہٗ وَاَجَازَہٗ حَضْرَۃُ نُوْرِ الْعَارِفِیْنَ قُدْوَۃُ الْوَاصِلِیْنَ خَاتَمُ الْکُبَرَاءِ مَوْلَانَا الشَّاہ اَبُو الْحُسَیْنِ اَحْمَدُ نُوْرِیْ مِیَاں صَاحِبْ وَشَیْخُ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ رَاْسُ الْمُحَقِّقِیْنَ مُجَدِّدُ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ اِمَامُ اَھْلِ السُّنَّۃِ قَامِعُ الْفِتْنَۃِ سَیِّدِیْ وَسَنَدِیْ الشَّیْخُ مَوْلَانَا الشَّاہ اَعْلٰی حَضْرَتْ اِمَام اَحْمَدُ رَضَا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَاَمْطَرَ شَآبِیْبَ الرَّحْمَۃِ وَالرِّضْوَانِ عَلَیْھِمَا وَاُوْصِیْہِ بِحِمَایَۃِ السُّنَنِ السَّنِیَّۃِ وَنِکَایَۃِ الْفِتَنِ الدَّنِیَّۃِ وَاکْتِسَابِ الْحَسَنَاتِ وَاجْتِنَابِ الْبِدْعَاتِ الْغَیْرِ الْمَرْضِیَّۃِ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَہٗ وَحَقَّقَ اَمَلِیْ وَاَمَلَہٗ وَاَصْلَحَ لِیْ عَمَلِیْ وَعَمَلَہٗ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ قَالَ بِفَمِہٖ وَاَمَرَ بِرَقْمِہٖ

آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ، سوداگران، بریلی شریف

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم

سند إجازة السلسلة العالية القادرية البركاتية النورية المصطفوية

نحمدهٗ ونصلي على رسوله الكريم

الحمد للّٰه وكفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ خصوصاً على حبيبه سيدنا **محمد** ن **المصطفىٰ** نبيّه المجتبىٰ رسوله المرتضىٰ وعلى آله وصحبه أولى الصّدق والصّفا لاسيّما الأربعة الخلفا وعلى جميع التابعين وجميع أئمة الدين الحنفاء والأولياء العرفا لاسيما الإمام الأعظم والهمام الأفخم **أبي حنيفة** كاشف الغمّة إمام أئمة الشريعة الغراء والغوث الأعظم الغياث الأكرم سيدنا أبي محمد محي الدين والطريق البيضاء سيّدنا الشيخ **عبد القادر الجيلاني** رضي اللّٰه تعالىٰ عنه وعلى جميع الصلحاء أهالي الوفا ثم علينا إلى يوم الجزاء أما بعد فقد التمس مني مولوی محمد...... اشرف رضا ساكن بلودا بازار ضلع رائے پور چھتیس گڑھ لإجازة السلسلة العالية القادرية الرضوية النورية المصطفوية فأجزته على بركة اللّٰه تعالىٰ ذو الجلال ثم على بركة رسوله الأعلىٰ صاحب الجمال (جل جلالهٗ وعم نوالهٗ) وعليه الصلاة والتحية والثناء كما أجازني شيخي وسندي وكنزي وذخري ليومي وغدي علامة الزمان مولانا الشاه **محمد مصطفىٰ رضا خان** المعروف بمفتيء أعظم الهند عليه الرحمة والرضوان ابن اعلىٰ حضرت مجدد الملة والدين شيخ الإسلام والمسلمين رأس المحققين مولانا الشاه **أحمد رضا خان** البريلوي رضي الله تعالىٰ عنهما بارك الله لنا ولهٗ وأصلح عملي وعمله آمين آمين آمين برحمتك يا أرحم الراحمين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سند الخلافۃ والاجازۃ

سلسلے کے اتصال اور اعمال کی قبولیت کیلئے ایمان شرط ہے۔ موجودہ دور میں ایمان کی حفاظت مسلک اعلیٰحضرت میں ہے بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ میں نے مولانا محمد اختر رضا ابن محمد ابراہیم رضا خاں صاحب کو اس درجہ میں پایا کہ انہیں خلافت و اجازت سے سرفراز کروں لہٰذا میں نے مولانا محمد اختر رضا ابن محمد ابراہیم رضا [illegible] کو سلسلۂ اشرفیہ کی خلافت سے سرفراز کیا، خلافت کا مقصد یہی ہے کہ دنیا کیلئے دین فروشی اور مداہنت نہ کرے، اور پیر طریقت کو شریعت کا تابع جانے اسلئے کہ تصوف فقہ کا محتاج ہے۔ ہم عام اہلسنت کی طریقت اور تصوف یہی ہے کہ ہم ذمائم سے باز آئیں، اسلامی تصوف پر عامل ہونے کیلئے اپنے قلب کو ریا، عجب، حقد و حسد، کینہ، حب جاہ و شہرت و تعظیم اغنیاء و تحقیر مساکین و مداہنت و تملق و تکبر و پندار و عناد و حقد و مکابرہ و مکر و فریب و بہتان و فسق و فجور، غضب، خیانت، حرص و طمع و قطع رحمی، وغیرہ دیگر ذمائم سے پاک ہو کر اسلامی اخلاق حسنہ سے آراستہ رہے۔ اور عقائد اہلسنت پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اور ہر بدعقیدہ و گمراہ و مرتد فرقے سے سخت نفرت کرے اور ان سے خود دور رہے اور اپنے متعلقین و احباب و مریدین کو ان سے دور رکھے خاص کر وہابی، دیوبندی، رافضی، نیچری، صلح کلی، قادیانی، تبلیغی و مودودی وغیرہ گمراہ و مرتد فرقے سے اجتناب کرے، صحیح اسلامی عقائد کی حفاظت کیلئے مسلک اعلیٰحضرت پر قائم رہے اور اس سلسلہ میں جسکو بھی مرید کرے اسکو اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ کے مسلک پر قائم رہنے کا عہد لیکر سلسلۂ اشرفیہ میں مرید کرے۔ اسکے ساتھ ہر فرض و واجب کی پابندی کے ساتھ ان کے وقتوں پر ادا کرتے رہنے کا عہد لے۔ جس سنی صحیح العقیدہ کو اس لائق سمجھے اس سلسلہ میں مرید کرنے اور خلافت عطا کرنے کی اجازت ہے۔"

فقط دعاگو

سید محمد حسینی اشرفی مصباحی

سجادہ نشین آستانۂ عالیہ اشرفیہ شمیمیہ

[illegible]

مورخہ یکم ربیع الاول شریف ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ نومبر ۲۰۱۷ء

دستخط سید محمد حسینی اشرفی [illegible]
ناگپور

''منظوم سوانح تاج الشریعہ''
اک قابل تحسین کارنامہ

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی مالیگاؤں (مہاراشٹرا)

نام کتاب : منظوم سوانح تاج الشریعہ

مصنف : محمد اشرف رضا قادری

صنف : شاعری

سن اشاعت : بموقع عرس صد سالہ امام احمد رضا و تیسرا عرس امین شریعت

صفحات : 96

قیمت : 50

ناشر : تحریک امین شریعت، بریلی شریف

مبصر : ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

اردو ادب کے ذخائر میں سوانح عمریوں کا ایک معتد بہ اثاثہ موجود ہے۔ 1857ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد جب انگریزی ادبیات کے زیر اثر اردو ادب ایک نئے اور گونا گوں خصوصیات کے حامل دور میں قدم رنجہ ہوا تو دیگر اصنافِ ادب کی طرح سوانح عمری کو بھی بطور صنف سخن کافی فروغ حاصل ہوا۔ خصوصاً عربی اور فارسی سے اردو میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ

وسلم قلم بند کرنے کی روش سوانح عمری کے تاریخی ارتقا کی عمدہ مثال بنتی گئی۔اس کے علاوہ بھی دیگر مشہور شخصیات کی سوانح بھی سوانح نگاری کے فن کے ارتقائی مراحل کی مثالیں ہیں۔اس بات سے انکار نہیں کہ اکثر سوانح عمریاں اصلاحی،قومی اور تبلیغی جذبے کو مدنظر رکھ کر لکھی گئیں اور سوانح نگار کو ادبی چاشنی اور فنی آہنگ سے زیادہ مقصدیت عزیز رہی۔گو کہ اُس دور میں لکھی جانے والی بیشتر سوانح عمریوں کے مطالعے سے صاحب سوانح کے کوائف سے آگاہی تو ہوتی ہی ہے ساتھ ساتھ اس عہد کے سماجی،معاشرتی،سیاسی اور تہذیبی حالات کی عکاسی بھی ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

موجودہ صدی کے آغاز میں سوانح نگاری کا فن ایک اہم تبدیلی سے آشنا ہوا۔غلام رسول مہر، قاضی عبدالغفار، مالک رام اور ابوسعید قریشی وغیرہ نے اس فن کو نہ صرف ایک جداگانہ اور مستقل صنف عطا کی بلکہ مقصدیت کے بجائے ادبیت کو مطمح نظر بنایا۔ان حضرات نے اپنے ممدوح کے خاندانی،سماجی اور تہذیبی حالات کا ہی تجزیہ نہیں کیا بلکہ اس کی ذہنی اور نفسیاتی کیفیات اور فکروفن کی نقاشی بھی کی۔اسی دور میں عربی اور فارسی قصائد،طویل رزمیہ نظموں اور سوانح عمریوں سے متاثر ہو کر اردو میں منظوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ خیر بھی جاری ہوا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے روشن پہلوؤں کو اجالتے ہوئے بہت سارے شعرا و ادبا نے منظوم سیرت نگاری کرتے ہوئے اردو ادب کے ذخیروں میں اضافہ کیا۔عقیدت وارادت مندی کے چلتے بیشتر شعرا منظوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ صحابہ،اولیا،مشائخ طریقت اور اساتذہ کی منظوم سوانح عمری کی طرف بھی راغب ہوئے جس کے نتیجے میں منظوم سوانح عمری کا ایک مستقل سلسلہ چل پڑا اور کافی اچھے اور عمدہ شعری وفنی خوبیوں سے مالامال منظوم سوانح کے کئی نمونے سامنے آئے۔

اس وقت میرے مطالعے کی میز پر مولانا محمد اشرف رضا قادری (مدیر اعلیٰ سی ماہی امین شریعت) کی تازہ کاوش ''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' سجی ہوئی ہے اور یہی آج میری تبصراتی

کاوش کا عنوان ہے۔ مولانا محمد اشرف رضا قادری اس وقت اپنی عمر کی تیسویں بہار سے گزر رہے ہیں، مبصران کی عمر دیکھتا ہے اور ان کی زنبیل حیات میں جگمگاتے ہوئے علمی اثاثوں پر نظر ڈالتا ہے تو متحیر رہ جاتا ہے۔ موصوف کا اشہب قلم نثر و نظم دونوں ہی میدانوں میں سرپٹ دوڑتے ہوئے اپنی فتوحات کے پرچم گاڑ رہا ہے۔ سہ ماہی امین شریعت کی ادارت کی ذمہ داری وہ بہ حسن و خوبی نبھارہے ہیں، آپ کے موئے قلم سے نکلنے والے اداریے عصری حسیت سے مملو قوم و ملت کو انقلابی بیداری کا پیغام دیتے ہیں۔ ’’امین شریعت نمبر‘‘ (صفحات 704) کی ترتیب و تدوین، ’’تصانیف تاج الشریعہ نمبر‘‘ (صفحات 600) جیسے منفرد موضوع پر گراں قدر علمی پیش کش، ’’مقالات امین شریعت‘‘ (صفحات 193) کی آرایش و زیبایش، تین سو تیرہ اشعار پر مشتمل ’’منظوم سوانح امین شریعت‘‘ (صفحات 112) کا عقیدت مندانہ شعری و فنی اظہاریہ، ’’اعلیٰ حضرت اعلیٰ کیوں؟‘‘ (صفحات 73) جیسا اہم تحقیقی مقالہ، ’’سنی اور وہابی عقیدے کے آئینے میں‘‘ (صفحات 32) اصلاحِ فکر و اعتقاد کے لیے مساعی جمیلہ، ’’اے عشق تیرے صدقے‘‘ (نعتیہ مجموعہ صفحات 200) مدحتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی لہلہاتی فصل بہاراں اور ’’منظوم سوانح تاج الشریعہ‘‘ (صفحات 96) تاج الشریعہ جیسی متنوع صفات شخصیت کو خراج عقیدت اور منظوم سوانح کے باب میں اک عمدہ اضافہ کے علاوہ زیر ترتیب تصنیفات و تالیفات کی ایک الگ طویل فہرست ہے۔ نثر ہو یا نظم دونوں ہی میدانوں میں محمد اشرف رضا قادری ایک پختہ کار قلم کار کے روپ میں اپنی مستحکم اور توانا شناخت بنانے میں کامیاب دکھائی دے رہے ہیں۔

پیش نظر ’’منظوم سوانح تاج الشریعہ‘‘ 246/ اشعار پر مشتمل فخر ازہر مرشد طریقت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی ازہری بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کی منظوم سوانح عمری ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی وفات حسرت آیات نے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ان کے عقیدت مندوں کو غم و آلام میں مبتلا کر دیا۔ آپ کا وصال عالم اسلام کا ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلافی

ناممکن دکھائی دیتی ہے۔آپ کے وصال کے بعد مختلف شعرا و ادبا نے اپنے اس مرکز عقیدت کی بارگاہ میں نظم و نثر کے حوالے سے خراج عقیدت پیش کیا، مختلف رسائل و جرائد اور اخبارات نے خصوصی گوشے شائع کیے۔ مولانا محمد اشرف قادری نے اپنی ارادت اور عقیدت مندی کا ثبوت کچھ یوں پیش کیا کہ اس میں انھیں یک گونہ انفرادیت حاصل ہوگئی، نثر میں چھ سو صفحات کو محیط ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' جیسا علمی گل دستہ خوان مطالعہ پر سجایا اور نظم میں دو سو چھیالیس اشعار پر مشتمل ''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' میں اپنی عقیدت و ارادت کے ساتھ ساتھ شاعرانہ رفعتوں کے حسین و جمیل جلوے بکھیرے۔

نثر میں کسی شخصیت کی سوانح قلم بند کرنا نظم کی بہ نسبت خاصا آسان کام ہے۔ نثر میں میدان کافی کشادہ ہوتا ہے جب کہ نظم کے تنگنائے میں شاعر پر بحور و اوزان کی پابندیوں کے ساتھ ساتھ شعری و فنی خوبیوں کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے آسان پیرایۂ بیان میں سادگی و سلاست سے مافی الضمیر کو ادا کرنے کا تقاضا بھی ہوتا ہے خصوصاً جب کسی ایسی شخصیت کی سوانح قلم بند کی جا رہی ہو جو خواص کے ساتھ ساتھ عوام کے بھی مرجع و مرکز ہوں۔ اس لحاظ سے علم و فضل کے جبل شامخ متنوع خوبیوں کی حامل ذات حضور تاج الشریعہ کی حیات و خدمات کے باب میں ''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' کو صفحہ قرطاس پر بکھیرتے وقت مولانا محمد اشرف رضا قادری کو یقینا بے پناہ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سوانح میں وہ حصے شامل نہیں ہیں جن کا تعلق خالص تحقیق و تدقیق سے ہے۔ لیکن مجھے مولانا اشرف رضا قادری کی فکری اٹھان اور قادر الکلامی کو داد و تحسین کے گل بوٹے پیش کرنے میں کوئی باک نہیں کہ انھوں نے اپنے ممدوح کی اتنی طویل منظوم سوانح عمری وہ بھی ان کی جاں گداز رحلت کا غم و الم سینے سے لگائے ان کے عرس چہلم سے قبل ہی خوب صورتی کے ساتھ منظوم کردی۔ حیات تاج الشریعہ کے مختلف گوشوں کو اس شاعرانہ مہارت اور خوبی سے سجایا کہ قاری کے قلب و دماغ پر حضور تاج الشریعہ کا حسین و جمیل نقش اور ان کی زندگی کا روشن عکس جگمگ جگمگ کرنے لگتا ہے۔ ذیل میں چند متفرق اشعار

نشانِ خاطر کریں اور وقت کے عظیم ولی، قائد، فقیہ، محدث، مدبر، مفسر، مصلح، ادیب، شاعر اور صاحب دل بزرگ کے افکارِ عالیہ کے جلوۂ جہاں آرا میں کھو جایئے ؂

مچلتا شوق ہے دل میں مرے مدحت نگاری کا
مجھے ہے حوصلہ باغِ سخن کی حسن کاری کا
بشکل نظم یہ مدحت ولی ابن ولی کی ہے
سوانح حضرت اختر رضا خاں ازہری کی ہے
وہ شہرت کے فلک پر مثل انجم جگمگاتے ہیں
نہ جانے کتنے ذرے ان کے در سے فیض پاتے ہیں
تھے بے حد خوب صورت دور سے چہرہ چمکتا تھا
مہِ کامل کے جیسا ان کا سر تا پا دمکتا تھا
بریلی جب وہ پڑھ کر مصر سے تشریف لائے تھے
تو استقبال کو ان کے، ہزاروں لوگ آئے تھے
بریلی ریلوے جنکشن پہ آئے مفتیِ اعظم
بڑا ہی دید کے قابل تھا ان کی دید کا موسم
سراپا خوش بیانی کے وہ اک پیکر نظر آتے
لب و لہجے میں وہ ہر ایک سے برتر نظر آتے
رکھا پیش نظر اسلام کے زریں اصولوں کو
نہ کمھلانے دیا اخلاق کے شاداب پھولوں کو
مسلسل ملت اسلامیہ کی پاسبانی کی
خیالاتِ امام احمد رضا کی ترجمانی کی
وہ اصلاح مفاسد کیلیے بے چین رہتے تھے

وہ تکمیل مقاصد کے لیے بے چین رہتے تھے
خدائے لم یزل نے دہر میں مقبولیت بخشی
بلاد عالم اسلام میں شہرت ہوئی ان کی
مگر افسوس صد افسوس وہ دن بھی تو آنا تھا
کہ ہم سب سے جدا ہو کر انھیں دنیا سے جانا تھا

''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' کی سب سے اہم خوبی اس کے شعر شعر میں موجزن بلا کی روانی ہے۔ سلاست کی لہریں ایسی پر جوش ہیں کہ قاری پڑھتے ہوئے ذرا بھی اکتاہٹ محسوس نہیں کرے گا، جب تک پوری کتاب ختم نہ کرلے اسے کتاب رکھنے کا احساس نہیں ہوگا، بلکہ ایک بار مطالعے کے بعد دوبارہ پڑھنے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگے گی، یہ خود مبصر کا اپنا ذاتی تجربہ ہے۔ بہ قول مولانا غلام مصطفی نعیمی: ''بلاشبہ مصنف نے تخیل کے خوب صورت تانے بانے کو بڑی سلیقہ مندی کے ساتھ وزن اور بحر کی لے کے ساتھ خوب صورت موتیوں کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ جس کا ایک ایک دانہ دل کو لبھاتا ہے، نگاہوں کو خیرہ کرتا ہے اور قلب و ذہن کو راحت و سکون پہنچاتا ہے۔'' (ص ۲۷)

مولانا اشرف رضا قادری نے اپنی اس طویل نظم میں عام بول چال، روزمرہ اور سادہ الفاظ کا بڑی حسن و خوبی سے استعمال کیا ہے۔ اب ایسا بھی نہیں کہ سادہ لفظیات کے انسلاک میں شعریت اور ادبیت کی چاشنی مفقود ہو گئی ہے بلکہ کہیں کہیں بولتی چمکتی اور دمکتی تراکیب نے نظم میں جو دلکشی اور جمالیاتی حسن بڑھا دیا ہے وہ قابل دید و شنید ہے۔ تصویریت کا حسن اور منظر کشی کا جمال بڑا دل کش اور حسین و جمیل ہے؛ ذیل کے مصرعے بڑے کیف آگیں، پر لطف اور شعری حسن و جمال اجالتے ہوئے شاد کام کر رہے ہیں ؎

ع مجھے ہے حوصلہ باغِ سخن کی حسن کاری کا
ع تخیل باوضو رکھتے ہوئے پرواز کرتا ہوں

ع ہمیشہ کے لیے نقشِ قلم ضَو بار کرتا ہوں

ع معطر وادیِ افکار کرنا میرا مقصد ہے

ع بدست خود عقیدت کا محل تعمیر کرتا ہوں

ع وہیں پر علمی، فکری، ذہنی آرائش ہوئی ان کی

ع لٹاتے خطے خطے میں معارف کے گہر آئے

ع بڑا ہی دید کے قابل تھا ان کی دید کا موسم

ع دماغوں کو وہ تازہ قوتِ تفہیم دیتے تھے

ع حقیقت ہے کہ بولی میں حلاوت ہی حلاوت تھی

ع معارف کے گہر ہر سو لٹائے خوش بیانی سے

ع گلستانِ محبت کی سدا تزئین کاری کی

ع یا لالہ کی حنا بندی کا اک محسوس پیکر ہے

ع تبسم ریزیوں کے ساتھ پہنچے باغِ جنت میں

درج بالا مثالوں سے مولانا اشرف رضا قادری کی زبان دانی اور لفظ و بیان پر مضبوط گرفت اور عمدہ دسترس کا واضح اشاریہ ملتا ہے۔

مولانا اشرف رضا قادری نے اپنے ممدوح کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے نہیں ملائے ہیں بلکہ حقائق کے بیان میں صداقت کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا ہے کہیں بھی تصنع اور بناوٹ کی اداکاری کا شائبہ نہیں گزرتا اور نہ ہی بے جا مبالغہ آرائیوں اور غلو واغراق سے کام لیا گیا ہے۔علم و فضل کے کوہ گراں حضور تاج الشریعہ کی ہمہ گیر و ہمہ جہت شخصیت کی خصوصیات کو محض 246/اشعار میں پیش کرنا نہایت مشکل امر ہے، بہرکیف! فاضل مصنف نے آپ کی اہم اور نمایاں خوبیوں کو بڑی دل کشی اور سنجیدگی و متانت کے ساتھ شعری حسن و جمال سے آراستہ و مزین کیا ہے۔ کتاب چوں کہ خواص سے زیادہ عوام کو سامنے رکھ کر

لکھی گئی معلوم ہوتی ہے اس لیے علمیت کا رنگ بہت زیادہ نظر نہیں آتا لیکن حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے شب و روز کو بیان کرتے ہوئے جب مصنف آپ کی ان خصوصیات کو پیش کرتے ہیں جو عوام کے لیے کار آمد اور مفید ہیں مثلاً نمازوں کی پابندی اور جماعت کا اہتمام وغیرہ تو بے ساختہ دل سے داد و تحسین کے کلمات بلند ہونے لگتے ہیں۔ اس لحاظ سے مولانا اشرف رضا قادری کی مرقومہ ''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' اصلاحی، پیغامی اور آفاقی رشتوں سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔

سفر میں یا حضر میں جب کبھی وقت نماز آتا
مصلیٰ بندگی کے واسطے حضرت کا بچھ جاتا
نمازیں باجماعت وہ ادا کرتے تھے مسجد میں
وہ سنت اور واجب بھی پڑھا کرتے تھے مسجد میں

مولانا اشرف رضا قادری نے حضور تاج الشریعہ کی حیات تابندہ کا بیان خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی آفاقی خدمات کے تناظر میں کیا ان کی ولادت، بچپن، پرورش، تسمیہ خوانی، تعلیم و تربیت، والدین کی شفقت، حضور مفتیِ اعظم کی عنایت، درسیات کی تکمیل، سفرِ مصر، مصر سے واپسی، استقبالیہ کی دل آویز منظر کشی، مسند افتا پر رونق افروزی، فقہی بصیرت، تصلب فی الدین، شریعت پر استقامت، تاریخی واقعات، تصنیف و تالیف، سفر و حضر، وعظ و ارشاد، تزکیۂ نفس، اصلاحِ باطن، شعر و سخن سے لگاؤ، مسائل کے حل کے لیے جدید وسائل کا استعمال، درس و تدریس، مدارس و مکاتب کا قیام، قائدانہ اصابتِ فکر، سفر حرمین، مختلف ممالک کے تبلیغی اسفار کے علاوہ حضور تاج الشریعہ کی دیگر نمایاں خصوصیات اور وفات حسرت آیات، تجہیز و تکفین کا کربیہ بیان مولانا اشرف رضا قادری کے زرنگار قلم نے بڑی چابکدستی اور مشاقی کے ساتھ فنی التزام اور ادبی محاسن کے انسلاک سے کیا ہے۔

''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' کی سب سے اہم خصوصیت حضور تاج الشریعہ کی حیات سے

متعلق مختلف روایتوں کے مابین صحیح روایت کو احسن انداز میں بیان کرنا ہے، ایسے موقع پر آپ کی شعری مہارت خوب نمایاں ہوتی ہے، شگفتگی اور پختگی کے ساتھ قلم بند کیے گئے یہ اشعار خاطر نشین کریں ۔

ولادت تیرہ سو اکسٹھ ہے ہجری چودہ ذی قعدہ
کسی نے تیرہ سو اکسٹھ صفر پچیس ہے لکھا
انہی دونوں میں کوئی آپ کا یوم ولادت ہے
یہی ''یونس رضا مونس اویسی'' کی روایت ہے
ہیں یہ، مونس اویسی، معتبر سیرت نگاران کے
قلم پر اہل دانش کو ہے بے حد اعتباران کے

علاوہ ازیں دیگر تاریخی واقعات کو بھی مصنف نے نہایت آسانی کے ساتھ حسین پیرائے اظہار میں قلم بند کیا ہے، حضور تاج الشریعہ کو حضور مفتی اعظم کا خلافت عطا کرنے کا واقعہ ایک اہم اور تاریخی واقعہ ہے اس واقعے کو مصنف نے اس انداز سے بیان کیا ہے ۔

تھا پندرہ جنوری انیس سو باسٹھ کا پیارا دن
عجب تھی نور کی برسات ساری رات سارا دن
عمامہ مفتی اعظم نے باندھا اپنے اختر کو
دعائیں دے رہے تھے اہل محفل فخر از ہر کو

ان اشعار میں مولانا اشرف رضا قادری کے موئے قلم نے دو تاریخی واقعات کو کتنی آسانی کے ساتھ سمو دیا ہے، ایک مفتی اعظم قدس سرہٗ سے خلافت کا شرف دوسرا مادر علمی جامعہ از ہر سے ''فخر از ہر ایوارڈ'' کا ذکر۔ یہ دونوں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی کے دو اہم ترین واقعات ہیں انھیں اس طرح دو اشعار میں جمع کر دینا مصنف کے زبان و بیان پر قدرت کا دل کش اظہاریہ ہے۔

عالم اسلام کی ایک اہم اور پر وقار شخصیت کی باوقار منظوم سوانح عمری کے وقار کو مفتی محمد سلمان رضا خاں قادری، مولانا عسجد رضا خاں قادری، مولانا سید محمد حسینی اشرفی کی تقاریظ نے مزید چار چاند لگا دیا ہے۔ خصوصاً محب گرامی وقار ادیب شہیر مولانا غلام مصطفی نعیمی کا مرقومہ ''تیری حیات کا ہر ایک ورق روشن ہے'' بڑے خاصے کی چیز اور معلومات سے پُر ہے۔ مولانا ابوالحسنین سید آل رسول عبدالقادر جیلانی صاحب، ممبئ نے بھی اپنا گراں قدر تاثر پیش کرتے ہوئے اس کتاب کو سند امتیاز عطا کی۔ میرے بے حد کرم فرما ڈاکٹر علامہ مفتی محمد امجد رضا امجد نے 32/اشعار پر مشتمل فارسی میں ''منظوم تقدیم'' لکھی جو بڑی متاثر کن اور سلاست و روانی کا آئینہ دار ہے۔ اسی طرح استاذ الشعراء جماعت اہل سنت کے زود نویس وزود گو شاعر گرامی وقار مولانا سلمان رضا فریدی کا مرقومہ 44/اشعار پر مبنی ''منظوم تاثر'' عقیدت کا والہانہ اور بولتا چمکتا دمکتا اظہار یہ تو ہے ہی ساتھ ہی اصاغر نوازی کا عمدہ ثبوت بھی جوان کی ایک نرالی شان ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے وصال کے بعد آنے والی کتابوں کے گلہاے رنگا رنگ میں ''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' ایک قابل تحسین اور منفرد کارنامہ ہے۔ یہ نہ صرف تاج الشریعہ کی حیات و خدمات کے باب میں ایک دل کش اضافہ ہے بلکہ اردو ادب کے گلیاروں میں بھی ایک بہترین تحفے سے کم نہیں۔ اہل محبت کے ساتھ ساتھ شعر وسخن سے دلچسپی رکھنے والے اہل نقد ونظر سے اس کتاب کے مطالعے کی بھر پور سفارش کی جاتی ہے۔ دیدہ زیب سرورق، بہترین کمپوزنگ، عمدہ کاغذ اور مضبوط بائنڈنگ والی اس کتاب کی قیمت صرف ایک سو پچاس روپے ہے، جسے تحریک امین شریعت رائے پور، چھتیس گڑھ سے بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، جس کا رابطہ نمبر یہ ہے:9837817726

راقم مولانا اشرف رضا قادری کو نہایت قلیل مدت میں شعری محاسن سے لبریز، فکر و تخیل کی بلندی سے آراستہ، تراکیب ومحاورات سے مزین، دل کش لفظیات کا نگار خانہ سموے ہوئے

عقیدت ومحبت کی والہانہ وارفتگی کے باوصف محتاط رویوں کی حامل اس خوب صورت کتاب کی اشاعت پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے، دعا ہے کہ اللہ کریم مصنف کو شاد وآباد رکھے اور وہ یوں ہی ہمیں نت نئے علمی ذخائر سے نوازتے رہیں، آمین!

(ڈاکٹر) محمد حسین مشاہد رضوی

8/ربیع الآخر 1440ھ/ 16/دسمبر 2018ء بروز اتوار، دوپہر 11:50

9420230235 / 9021761740

www.mushahidrazvi.com

gmail.comwww.mushahidrazvi79